قال جل جلالہ ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب لاجواب مشتمل بر حالات وکرا… …رگان سلسلۂ چشتیہ صابریہ رضوان ا… علیہم اجمعین المو…

تذکرۃ العابدین

سنہ ۱۳۱۴ھ جلد اوّل ۱۸۹۶ء

بنام نامی واسم گرامی زبدۃ العارفین وقدوۃ السالکین حضرت حاجی محمد عابد صاحب مدّ فیوضہ عنوان یافت

من تالیف خاکپائے اہل اللہ محمد نذیر احمد وفقہ اللہ التزود لغد دیوبندی خادم آستانہ عالیہ حضرت حاجی صاحب ممدوح

بہ تصحیح جناب فاضل اجل وعالم باعمل مولانا حکیم حافظ محمد ہاشم صاحب مصحح مطبع

[illegible]

بہ شکریہ
جناب ابو عاصم میو
(الور میوات بھارت)
موبائل/واٹس ایپ نمبر9991767552
پیش کش
توصیف الحسن میواتی الہندی
موبائل/واٹس ایپ نمبر9813267552

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا اے خالق ہر دو جہاں
اے خدا اے مالک کون و مکاں
ہو سکے تعریف مجھسے کب تری
کبریا ہے شان تیری اور غنی
کوئی قدرت میں ترا ہمسر نہیں
قادر مطلق تو ہی ہے بالیقیں
ابتدا و انتہا تیری نہیں
تو ہی تہا اور ہے تو رب العالمیں
علم ہر ذرہ پہ تیرا ہے محیط
تجھپہ ظاہر ہیں مرکب اور بسیط
ہے تو ہی سب جزو و کل میں جلوہ گر
گو ان آنکھوں سے نہیں آتا نظر
تجھسے قایم سب ہیں اور تو سب میں ہے
تو ہی ہر مقصد میں ہر مطلب میں ہے
جزو سے تا کل ترے ہی کام ہیں
حضرت انساں یوہیں بدنام ہیں
آفریں ہے آفریں اے کردگار
ایسا پوشیدہ ہے اور یوں آشکار
الغرض سب کچھ کیا پھر سب سے غیر
تو ہی تو ہے بس فقط باقی بخیر
حمد سے عاجز ہوں جب اجرام پاک
کر سکے تعریف کیا ایک مشت خاک
صدقہ احمد صاحب لولاک کا
اور تمامی اولیائے پاک کا
معرفت اپنی تو کر مجھپہ عیاں
منکشف کر مجھپہ اسرار نہاں
کر مرے سینہ کو پر اسرار سے
اور وہ ہوں اسرار پر انوار سے
کر مری امداد اے رب العلا
تا کروں تحریر ذکر اولیا
پیر بھائی میرے۔ دیں کے رہنما
عارف مقبول تھے وہ باخدا
نام نامی جنکا انور شاہ ہے
مرتبہ سے جنکے تو آگاہ ہے
مجھسے فرمایا اونہوں نے بارہا
کیوں نہیں لکھتا تو ذکر اولیا
ہے فقط تعمیل حکم پیر جی
کب لیاقت مجھہ میں ہے تحریر کی
میں کہاں اور کام یہہ مشکل کہاں
میں بھلا اس کام کے قابل کہاں
ہاں مگر امداد سے تیری ضرور
ہے مجھے امید اے رب غفور
کرتا ہوں تیرے بھروسہ پر یہ کام
پائے یہ باحسن و خوبی اختتام
یا وسیع و تیری رحمت ہے وسیع

سن لے میری التجائیں یا سمیع
ہے مرا مرشد امام العارفیں
ہے مرا مرشد امام السالکیں
ہند میں روشن ہے مثل آفتاب
ہو رہا ہے اک زمانہ فیضیاب
کیا کہوں کیسے ہیں میرے دستگیر
شاہ ہیں شاہوں کے اور پیروں کے پیر
التجا میری ہے یہ اے کردگار
فیض کو مرشد کے رکھہ تو برقرار
اور مرے ماں باپ کو بھی اے خدا
جنت الفردوس میں رکھنا سدا
اے خدا اے بادشاہ دادگر
اپنی رحمت سے مجھے بھی شاد کر
تجھسے ہی حاجت رکھوں اے کردگار
ہوں نہ دنیا میں کسی سے خواستگار
اپنی ہی الفت میں رکھنا مجھکو تو
تا نظر بھٹکے نہ میری کو بکو
اور مری اولاد کو بھی اے خدا
فضل سے رکھہ اپنے خوش خرم سدا
رحم سے کر علم و حلم اونکو عطا
باعمل ہوں متقی ہوں اولیا
شرک و بدعت کفر سے اونکو بچا
ہو نہ قابو نفس اور شیطان کا
اے خدا اے خالق دنیا و دیں
اونکو دینا رتبہ حق الیقیں
اے خدا اے مالک ہر دو جہاں
ہر بلا سے اونکو دے امن و اماں
اے خدا اے دستگیر بیکساں
رزق کافی اونکو دے تو بیگماں
رزق دیتا ہے تو سب کو بیحساب
ذات ہے تیری جہاں میں لاجواب
اے خدا خلاق ذات نور عین
دیجیو اونکو صفات نور عین
التجا ہے یہ بھی مری اے خدا
آل کو مرشد کے خوش رکھنا سدا
اور مرے بھائی بھی اے پروردگار
شاد اور خرم رہیں لیل و نہار
اور مرے احباب جو ہیں اے خدا
خرم و خوش رکھہ انہیں بھی تو سدا

دوست جو میرے ہیں اونکو شاد رکھہ ⁂ اور اعزا کو مرے آباد رکھہ ⁂
ختم کر بس اب دعا کو اے نذیر ⁂ ہیں تجھے حالات بھی لکھنے کثیر ⁂

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علے سید المرسلین وعلے آلہ واصحابہ اجمعین - اما بعد خاکسار نذیر احمد ابن شیخ امام الدین عثمانی دیوبندی عرض کرتا ہے کہ حضرت شیخ محمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے حالات آج تک کسی نے نہ لکھے تھے فقط اکثر بزرگواروں کی زبانی سنے جاتے تھے احقر کا بہت عرصہ سے یہ خیال تہا کہ یہ حالات اگر تحریر ہو جاویں تو بہتر ہے کیونکہ اسوقت تک تو حالات بزرگوں کو یاد ہیں مگر خدانخواستہ بحالت عدم موجودگی ان بزرگوں کے یہ بھی نہ رہیں گے اور گم ہو جاویں گے چونکہ اپنی اندر تحریر کی لیاقت نہ دیکھتا تھا اس لئے اکثر بزرگوں کی خدمت میں واسطے

لکہنے کے عرض کیا گیا اور اپنا عذر ناقابلیت بہی پیش کیا مگر افسوس ناکام رہا ایک روز احقر نے اسکی
نسبت پیرجی محمد انور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا آپؒ نے فرمایا کہ جسطرح تم نے اپنے
تمام سلسلوں کے شجرے نظم و نثر کرکے بکوشش تمام چہپوائے ہیں ان حالات کو بہی تو ہی جمع کر اور
میری خوشی بہی یہ ہے کہ تو ہی لکہے تو بہتر ہے تب تو میں خاموش ہو گیا اور بمقتضائے المامور معذور
حالات جمع کرنا شروع کئے اور حتی الوسع اختصار و اعتبار پر نظر رکہی تاکہ موجودہ زمانیکی مختصر پسند
نکتہ چین طبیعتوں کو ناگوار نہو اور بغرض پورا کرنے سلسلہ و ترتیب حالات جمیع پیران عظام خاندان
چشت اہل بہشت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مختصر حالات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
حضرت شیخ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ تک بہی لکہدیئے اب بفضلہ تعالٰی تمام حالات پورے ہو گئے
ہیں اور چونکہ ان حالات کی ترتیب اور اشاعت کا اہتمام پیر و مرشد مظہر انوار الٰہی مورد تجلیات نامتناہی
حضرت مولانا حاجی محمد عابد صاحب مدظلہ تعالٰی کے عہد فیض مہد میں ہوا ہے اسلئے اس مجموعہ کا
نام تذکرۃ العابدین رکہا گیا اب یہ التماس ہے کہ جو صاحب بوقت معائنہ کچہہ سہو یا غلطی ملاحظہ
فرماویں تو الانسان مرکب من الخطاء و النسیان پر توجہ فرما کر اعتراض سے معاف رکہیں اور اصلاح
سے ممنون اور دعا سے یاد فرماویں فقط

آمدم بر سر مطلب شعر

ع ؎ اے کارساز قبلہ حاجات کبریا ؛ آغاز کردہ ام تو رسانش بانتہا ؛

خاتم المرسلین شفیع المذنبین احمد مجتبٰی محمد مصطفٰی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضور علیہ السلام
کے حالات اور معاملات کو اس رسالہ میں لکہنا ایسا ہے جیسا دریا کو کوزہ میں بند کرنا بجز اسکے کہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اور کیا عرض کیا جائے نسب حضرت سید عالم و رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہے اور اسم شریف والدہ ماجدہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ ہے ولادت
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بقول معتبر بعد صبح صادق پیش طلوع آفتاب روز دوشنبہ ۱۲۔
ربیع الاول سال فیل میں ہوئی اور ابتدائے نزول وحی اکثر محدثین کے قول سے روز دوشنبہ
۹ یا ۸۔ ربیع الاول ولادت سے اکتالیس سال بعد ہوئی معراج آنحضرت کو شب ۲۷۔ ماہ رجب

بعثت اور نبوت سے بارہویں سال ہوئی ہجرت آنحضرت کی ۲ سال گذرنے کے بعد ۲۷۔ ماہ صفر
روز دوشنبہ کو ہوئی مدت اقامت مدینہ منورہ دس سال وفات شریف آنحضرت کی روز دوشنبہ
بارہویں ربیع الاول وقت چاشت ہجرت سے گیارہویں سال میں ہوئی اور بعض اقوال میں
دوم ماہ مذکور میں ہوئی دوشنبہ کے روز کو بہت فضیلت ہے کہ اوسیدن آپ پیدا ہوئے
اوسیدن وحی اتری اوسیدن مکہ سے ہجرت کی اوسی روز مدینہ میں داخل ہوئے اوسی روز
وفات پائی عمر شریف ۶۲ سال اور بموجب بعض قول ۶۵ سال و یا ساڑہے باسٹہ سال تہی مگر قول
اول اصح ہے وقت دفن آنحضرت شب چہار شنبہ یا اوسکی فجر روز سہ شنبہ تہا مرقد منورہ مدینہ طیبہ
حجرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے سلسلے علم باطن دو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے مشہور ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ

قطعہ دیگر

ذات رسول پاک کا کیا وصف ہو سکے ؛ ؛ تھے آپ عین مظہر اوصاف ذات ہو ؛
حال حیات میں بہی رہے محو ذات حق ؛ ؛ بعد از وفات بہی ہوا سال وفات ہو ؛

ذکر حضرت ۲ امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ کنیت آپکی ابو الحسن اور خطاب ابو تراب
اور لقب مرتضیٰ اور نام مبارک علی بن ابی طالب بن عبد المطلب اور نام والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد
بن ہاشم ہے ولادت آپکی خانہ کعبہ کے درمیان روز جمعہ ۱۳۔ رجب واقعہ فیل سے تیس برس بعد
ہوئی لڑکوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے سال ۳۵ و یا ۳۶ ہجری میں خلافت پر جلوس
فرمایا پانچ برس تین ماہ اور بعض کے نزدیک چار برس ۹ ماہ ارکان شریعت محکم کرکے دوشنبہ کی رات
تاریخ ۲۱۔ ماہ رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ اور بعض کے نزدیک ۱۷۔ ماہ مذکور کو وفات ہوئی عمر شریف
۶۳ و یا ۶۵ برس کی تھی اور نقش نگین آپکا الملک للہ اور قبر شریف نجف اشرف میں ہے اور زاہد پارسا
تاریخ وفات ہے آپکے چہار سلسلے باطنی مشہور ہیں حضرت حسن بصری بن ابو الحسن رضی اللہ عنہ و حضرت
امام حسن رضی اللہ عنہ و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ و حضرت کمیل ابن زیاد رضی اللہ عنہ۔

ذکر حضرت ۳ خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ اسم شریف آپکا حسن اور کنیت ابو سعید ابو محمد آپکے والد
ماجد کا نام ابو الحسن تہا اور آپکی والدہ ماجدہ کا نام خیرہ تہا آپ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے بسبب پیدا

ہوئے آپکو حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں لیگئے اونہوں نے فرمایا اسکا
نام حسن رکہو نیک رو ہے آپکی والدہ شریفہ قرابت قریبہ حضرت ام المومنین ام سلمہ حرم محترم رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے رکہتی ہیں ایک روز آپکی والدہ کسی کام میں مصروف تہیں آپنے دودہ
نہیں پیا تہا اسلئے روتے تہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے اپنا پستان مبارک آپکے منہ میں
دیا چند قطرے دودہ کے نکلے چندیں ہزار برکات وکرامات خدا تعالےٰ نے اوس دودہ کی برکت سے آپکو
عطا فرمائیں اور آپنے ایکسو تیئیس ۱۲۳ صحابہ کرام کو دیکہا تہا علوم ظاہری و باطنی میں کوئی آپکا نظیر نہ تہا یہ
اکثر سلوک کی کتابوں میں مذکور ہے کہ آپنے خلافت کا خرقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دست مبارک
سے پہنا اہل حق کے نزدیک یہی صحیح ہے اور حضرت امام حسن و خواجہ کمیل بن زیاد رضی اللہ تعالےٰ
عنہما سے صحبت تہی جب آپکی وفات ہوئی آواز غیب سے آئی۔ ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحاً و آل ابراہیم
و آل حسن حضرت کے پانچ خلیفہ اکمل و افضل تہے اول شیخ عبد الواحد بن زید رض و ابن زرین رض و شیخ
حبیب عجمی رض و شیخ عتبہ ابن العلام رض و محمد واسع رض اور علاوہ انکے اور بہی تہے مثل رابعہ بصری
وغیرہ آپکی وفات شریفہ غرہ ماہ رجب میں اور بعض کے نزدیک ۴ ماہ محرم ۱۱۱ھ ہجری میں ہوئی
عمر شریف آپکی نواسی ۸۹ برس کی ہوئی قبر شریف حضور پر نور کی بصرہ میں ہے قطب آپکی تاریخ وفات ہے

ذکر حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رضی اللہ عنہ آپنے خرقہ خلافت حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ
سے پہنا اور آپ خلیفہ اعظم ہیں ارادت سے پہلے چالیس برس مجاہدہ کیا اور ہمیشہ صائم رہتے
تہے اور تین لقمے سے زیادہ نہ کہاتے تہے آپ ریاضت میں بے نظیر وقت تہے آپنے خواجہ کمیل
بن زیاد کے ہاتہہ سے بہی خرقہ خلافت پہنا۔ کہتے ہیں کہ کسب دانش حضرت امیر المومنین حسن بن علی
رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کیا نقل ہے کہ جب آپ کی رحلت کا وقت قریب پہونچا تو وہ وقت
نماز کا تہا آپ میں اتنی طاقت نہ تہی کہ اوٹہہ سکتے اور کوئی خادم بہی اوسوقت موجود نہ تہا آپنے
دعا کی اوٹہہ کہڑے ہوئے وضو کیا نماز پڑہی پہر انتقال فرمایا ۲۷ ماہ صفر ۱۷۷ھ میں اور ایک روایت
میں ۱۷۶ھ ہجری میں مزار شریف آپکا بصرہ میں ہے تاریخ وفات امام عبد واحد ہے۔

ذکر حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ بعضے آپکو ابو علی فضیل اور بعضے ابو الفیض فضیل
کہتے ہیں سمرقند میں پیدا ہوئے اور خراسان میں نشو و نما پایا آپنے خرقہ خلافت حضرت خواجہ عبد الواحد

بن زید کے ہاتہہ سے پہنا علم تفسیر و حدیث میں بیعدیل تہے اور یہہ فرمایا کرتے تہے کہ کامل نہیں ہوتا
ایمان بندہ کا یہانتک کہ ادا کرے اوس چیز کو کہ فرض کی اللہ تعالےٰ نے اوس بندہ پر اور پرہیز کرے اوس
چیز سے کہ حرام کی اللہ تعالےٰ نے اوس بندہ پر اور راضی ہو اوس چیز سے کہ قسمت کی ہے حق تعالےٰ نے
واسطے اوسکے پس اوس سے ڈرے باوجود ادائے فرائض اور اجتناب نواہی اور راضی ہونے
قضا پر اور ڈرے اس سے کہ کامل نکرے ایمان کو اور قبول نکرے خدا تعالےٰ ان تمام عملوں کو اور
فرمایا کرتے کہ توکل یہہ ہے کہ بغیر اللہ جل شانہ کے کسی سے امید نہ رکہے ظاہر و باطن میں اور فقیر اور خدا
دوست وہ ہے کہ خاموش رہے چاہے اوسکو دوست حق کہیں یا کافر آپکے پانچ خلیفہ تہے حضرت
سلطان ابراہیم ادہم و شیخ محمد بن یزید الشیرازی و خواجہ بشر حافی و حضرت شیخ ابی رجا العطاری و خواجہ
عبد اللہ سیاری قدس اللہ اسرارہم وفات شریف آپکی ۳ ربیع الاول ۱۸۷ھ میں ہوئی مرقد منور آپکا
مکہ معظمہ قریب روضہ مقدسہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہے۔

ذکر حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی رضی اللہ عنہ کنیت آپکی ابو اسحاق اور نسب آپکا ابراہیم
بن ادہم بن سلیمان بن منصور بن ناصر بلخی فاروقی آپ ابنائے ملوک بلخ سے ہیں حوالی تولہ سے ایک روز
شکار کے لئے باہر تشریف لیگئے ہاتف نے آواز دی کہ اے ابراہیم تجکو اس کام کے واسطے نہیں
پیدا کیا ہے یہہ سنکر آگاہ ہوئے آخر کار سلطنت چہوڑ طریقت میں قدم رکہا مکہ تشریف چلے گئے
وہاں سفیان ثوری اور فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے صحبت تہی اور آپنے خرقہ خلافت
حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ سے پایا بعد کو امام باقر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے مشرف ہوئے
آپکے دو خلیفہ تہے حضرت خواجہ خدیفہ مرعشی و خواجہ شفیق بلخی قدس اللہ اسرارہما وفات میں اور قبر
میں آپکی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وفات آپکی شام میں ۲۸۰ھ یا ۱۸۱ھ غرہ ماہ شوال ہے
اور بعض کہتے ہیں کہ ۲۶ جمادی الاول ۱۶۶ھ یا ۱۶۱ھ ہے ایسے ہی قبر میں اختلاف ہے بعض
کہتے ہیں بغداد میں امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں اور بعض شام میں قریب قبر حضرت لوط علیہ السلام
کے اور بعض مدینہ منورہ میں اور بعض جنت المعلیٰ متصل روضہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا
کے ہے اور یہہ اختلاف اسوجہ سے ہوا کہ آپ اخیر میں نظر سے غائب ہوگئے تہے آپکی کرامتیں بہت
مشہور ہیں تاریخ وفات آپکی زاہد امام اصفیا ہے۔
۲۸۱ھ

ذکر حضرت[۸] خواجہ شدید الدین خدیفہ مرعشی رضی اللہ عنہ آپ صاحب تصانیف ہیں علم سلوک میں آپ صاحب پرہیز و زہد میں بے نظیر تھے آپکا قول تھا کہ درویش کی غذا ذکر لا الہ الا اللہ ہے آپ ہمیشہ گریہ کرتے رہتے تھے آپسے دریافت کیا کہ آپ کیوں اتنا گریہ کرتے ہیں فرمایا میں نہیں جانتا کونسے فرقہ میں ہوں ۲۴۔ شوال ۲۵۲ھ میں آپکی وفات ہوئی قطب الزماں بود تاریخ ہے مزار شریف آپکا بصرہ میں ہے آپکے خلیفہ حضرت خواجہ امین الدین ہیں۔

ذکر حضرت[۸] خواجہ امین الدین ابی ہیرہ بصری رضی اللہ عنہ آپ مقتدائے علما اور اولیا سے تھے آپ وجہ حلال سے قوت حاصل کرتے اور فتوح اہل دول قبول نکرتے تھے آپ فرماتے کہ درویش کو درم و دینار سے کیا نسبت فقر و فاقہ و شکستگی حال چاہیئے اگر یہ نہو تو وہ لائق درویشی نہیں آپکے خلیفہ حضرت ممشاد علو دینوری رضی اللہ عنہ تھے وفات آپکی ۷ یا ۸ شوال ۲۸۷ھ کو ہوئی عمر شریف آپکی ایکسو بتیس[۱۳۲] سال اور ایک روایت میں ایکسو تیس[۱۳۰] سال کی ہوئی مزار شریف بصرہ میں ہے زاہد کریم ۲۸۷ھ تاریخ وفات ہے۔

ذکر حضرت[۹] خواجہ ممشاد علو دینوری رضی اللہ عنہ آپ ریاضات اور مکاشفات میں ایک شان عظیم رکھتے تھے اور اپنی زندگی میں کبھی دن کو نکھایا اور نہ پیا جب پیدا ہوئے رات کو دودھ پیتے دنکو نہ پیتے آپکی اصل دینور سے ہے بغداد میں نشو نما پاکر خرقہ خلافت پہنا آپکے تین خلیفہ تھے حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی و شیخ ابو عامر و شیخ احمد اسود دینوری قدس اللہ اسرارہم وفات آپکی ۱۴۔ محرم ۲۹۹ھ کو ہوئی قدوہ اولیا حق بود ۲۹۹ھ تاریخ وفات ہے مزار شریف کا کچھ پتہ نہیں نقل ہے کہ آپ نظر سے غائب ہوگئے تھے۔

ذکر حضرت[۱۰] خواجہ ابی اسحاق شامی چشتی رضی اللہ عنہ آپ کشف کرامات میں ایک شان بلند رکھتے تھے جب خواجہ ممشاد علو دینوری کی خدمت میں پہونچے حضرت خواجہ نے اسم مبارک آپکا پوچھا عرض کیا ابو اسحاق شامی ہے فرمایا آج سے تجکو ابو اسحاق چشتی کہیں گے تعلیم کے بعد خرقہ خلافت پہنا کر چشت کو روانہ کیا اوسی ذریعے سے خواجگان چشت مشہور ہوئے اگر آپ سفر کرتے تو طرفۃ العین میں پہونچ جاتے اور اگر صورت کسی دنیادار کی دیکھتے تو فرماتے کہ گناہ ہوا ۱۴۔ ربیع الثانی ۳۲۹ھ کو آپنے وفات پائی اور مرقد منورہ آپکا عکہ بلاد شام میں ہے قطب الواصلین تاریخ وفات ہے۔ ۳۲۹ھ

اور آپکے خلیفہ حضرت شیخ ابو احمد چشتی رضی اللہ عنہ ہیں۔

ذکر حضرت[۱۱] خواجہ ابی احمد فرسنافہ چشتی رضی اللہ عنہ والد ماجد آپکے سلطان فرسنافہ شرفائے چشت و امیران ولایت سے تھے تیس برس آپنے خواب نہیں کیا اور بیس برس سوائے ضرورت کے وضو نہیں ٹوٹا کبھی سیر ہوکر کھایا نہ پیا جب تین چار فاقے جاتے شکرانہ ادا کرتے کسی پر اظہار نکرتے اور سات روز بعد افطار کرتے بعد نماز تہجد کے یہہ دعا کرتے کہ الٰہی عاصیان امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشدے آواز آئی اے احمد دعا تیری ہمنے قبول کی اور ہزار گنہگار امت کے بخشے اونکو تیرے برابر جنت میں لاؤنگا آپکے خلیفہ حضرت شیخ ابو محمد چشتی ہیں آپکی عمر شریف ۹۵ برس کی تھی وفات غرہ یا ۳۔ ماہ۔ جمادی الثانی ۳۵۵ھ میں ہوئی مزار شریف چشت میں ہے تاریخ قطب العالمین ہے ۳۵۵ ہجری

ذکر حضرت[۱۲] خواجہ ابی محمد بن ابی احمد چشتی رضی اللہ عنہ آپنے خرقہ خلافت کا اپنے باپ خواجہ ابی احمد چشتی کے ہاتھ سے پہنا اور غزوہ سومنات میں آپ سلطان محمود سبکتگین کے ساتھ تھے آپکے قدموں کی برکت سے فتح ہوئی آپ ایک روز دجلہ پر بیٹھے ہوئے اپنا خرقہ سی رہے تھے کہ خلیفہ کا بیٹا آپہونچا گھوڑے سے اوتر تعظیم بجالاکر ادب سے بیٹھ گیا آپنے فرمایا کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ اگر ایک بوڑہی عورت کسی بادشاہ کے ملک میں فاقہ سے سوئے تو روز قیامت اوس بادشاہ کی دامنگیر ہوگی جب خداوند تعالےٰ نے تمکو ملک اور بادشاہت عطا کی اور فقیر و محتاج اوسمیں رہتے ہیں ایسا نہو کہ تو غفلت کے ساتھہ کام کرے اور کل کو شرمندہ ہو جب آپنے نصیحت تمام کی خلیفہ کے بیٹے نے کچھہ نقد اور جنس منگایا اور حضور میں پیش کیا آپنے تبسم کرکے فرمایا کہ اے شاہزادے ہمارے خواجگان میں سے کسی نے قبول نہیں کیا میں بھی قبول نہیں کرتا ہمکو فقر کی دولت ملک سلیماں سے بہتر ہے خلیفہ کے بیٹے نے کمال درجہ کی التجا کی آپنے فرمایا خداوند کریم نے غیب کے خزانے اپنے بندوں پر کھول رکھے ہیں کسی کے مال کی حاجت نہیں رکھتے اوسیوقت دیکھا تو دجلہ کی مچھلیوں کے منہ میں دینار و زر تھا اور سب نے سر باہر نکال رکھا تھا خلیفہ کا بیٹا حیران ہوگیا اور آپکے قدموں پر گر پڑا تھوڑی دیر کے بعد رخصت ہوکر چلا گیا آپنے اوسکے مال سے کچھہ نہ لیا عمر آپکی ستر برس کی ہوئی آپکے تین خلیفہ تھے حضرت ناصر الدین خواجہ ابی یوسف و محمد کاکو و حضرت استاد مردان قدس اللہ اسرارہم وفات سنہ

ربیع الثانی ۱۶۱ھ سنہ ویا ۲۲۱ھ سنہ ہجری میں ہوئی تاریخ امام برحق بود۔

ذکر حضرت خواجہ ناصر الدین ابی یوسف چشتی رضی اللہ عنہ آپ سید صحیح النسب حسینی وچشتی ہیں
خرقہ خلافت اپنے ماموں خواجہ ابی محمد چشتی سے پہنا آپ ریاضت و مجاہدہ میں بے نظیر تھے بعد
خواجہ آپ مسند ارشاد پر زینت بخش ہوئے ایک روز آپنے خیال کیا کہ آج شب کو دو رکعت میں
ختم کرونگا اوس روز آپ سوگئے اور وجہ کاہلی کی یہہ معلوم ہوئی کہ پانی سیر ہوکر پیا تھا پھر آپ
بیس سال پانی نہ پیا جب وفات آپکی قریب پہونچی تو بڑے بیٹے مودود چشتی کو تحصیل علم کی وصیت
فرماکر قائم مقام اپنا بنایا ۳۔ رجب ۴۵۹ھ سنہ ہجری میں رحلت فرمائی قبر شریف آپکی چشت میں ہے عمر
۸۴ برس کی ہوئی عارف کامل بود تاریخ وفات ہے۔

ذکر حضرت خواجہ قطب الدین مودود بن ابی یوسف چشتی رضی اللہ عنہ آپنے سات برس کی عمر میں
تمام قران قرائت کے ساتھہ حفظ کیا پھر تحصیل علم میں مشغول ہوئے جب آپ ۲۶ برس اور ایک
قول سے چوبیس برس کے ہوئے تو آپکے والد بزرگوار نے وفات پائی بموجب وصیت والد بزرگوار
آپکے قایم مقام ہوئے علم ظاہری و باطنی میں بے نظیر وقت تھے تمام مشایخ اوس زمانہ کے
حلقہ بگوش تھے خلق اور تواضع آپکی مشہور ہے سلام میں سبقت کرتے تھے تعظیم کے واسطے کہڑے
ہوجاتے تھے اپنے غلام اور کنیزک سے بہی اسیطرح تواضع سے پیش آتے حاجتمند کی حاجت پوری کرتے
بہت خلیفہ تھے مگر مشہور خلیفہ یہہ ہیں حضرت شیخ ابی احمد فرزند آنحضرت و حضرت حاجی شریف زندنی
و شاہ سبحان و شیخ ابو نصیر شکیبان و شیخ حسین و خواجہ سبز پوش و شیخ عثمان رومی و شیخ احمد مدرو
خواجہ محمد ہشام و خواجہ ابو الحسن بالی قدس اللہ تعالے اسرارہم وفات آپکی غرہ ماہ رجب ۵۲۷ھ سنہ میں
ہوئی مزار شریف چشت میں ہے عمر شریف ۹۷ برس کی ہوئی۔ آن حجت الاولیا بود آپکی تاریخ
ذکر حضرت خواجہ مخدوم حاجی شریف زندنی رضی اللہ عنہ آپنے چالیس برس لوگوں سے کنارہ
اور جنگل میں رہنا اختیار کیا اکثر اوقات درختوں کے پتے کہاتے تھے خلقت کی صحبت سے تنفر
جب فاقہ ہوتا سو رکعت شکرانہ ادا کرتے ایک شخص نے سلطان سنجر کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ
ساتھہ کیا ہوا اوس نے جواب دیا کہ پہلے تو عذاب کا حکم ہوا پھر حکم ہوا کہ اسنے ایک روز تہوڑی دیر جامع
دمشق میں حاجی شریف زندنی کی سعادت ملازمت حاصل کی ہے اوسکی برکت سے بخشا

ایک روز کسی شخص نے آپکے سامنے کچھہ نقد پیش کیا فرمایا کیا تجکو درویشوں سے عداوت ہے کہ تو دشمن خدا
کو لایا آپنے ۲۰۔ رجب ۶۱۲ھ سنہ اور ایک روایت سے ۱۰۔ رجب کو رحلت فرمائی عمر آپکی ایکسو بیس برس
کی ہوئی مزار شریف زندنہ میں ہے حاجی شریف تاریخ وفات ہے آپکے خلیفہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی
ذکر حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ آپ علوم ظاہری و باطنی و ریاضات و مجاہدات میں بے نظیر
وقت تھے اور شرف صحبت خواجہ مودود چشتی سے بہی مشرف تھے حضرت خواجہ معین الحق والدین
آپکے خلیفہ ملفوظات میں لکھتے ہیں کہ مسکن آپکا قصبہ ہارون میں تھا آپکا یہہ قول تھا کہ جو کوئی تین
خصلت رکھتا ہو تو تحقیق جانو کہ خدا اوسکو دوست رکھتا ہے سخاوت مانند سخاوت دریا کے شفقت
مانند آفتاب کے تواضع مانند زمین کے آپ آخر عمر میں معتکف مکہ معظمہ ہوئے آپکے چار خلیفہ تھے حضرت
خواجہ معین الدین حسن سنجری و شیخ نجم الدین صغری و شیخ سعدی لنکوچی و شیخ محمد ترک قدس اللہ اسرارہم
وفات آپکی ۶ شوال اور ایک روایت سے ۵۔ شوال ۶۳۲ھ سنہ میں ہوئی بعض لکھتے ہیں ۶۱۷ھ سنہ میں ہوئی
مزار شریف مکہ معظمہ میں ہے تاج الاصفیا تاریخ وفات ہے۔

ذکر حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رضی اللہ عنہ آپ کمالات و مجاہدات میں بے عدیل وقت تھے
آپکے قدوم کی برکت سے ہندوستان نور اسلام سے منور ہوا اور کفر و شرک دور ہوا آپکو سلطان
الہند لکھتے ہیں آپنے بعد وفات خواجہ سید غیاث الدین پدر بزرگوار اپنے کے تمام اسباب والدکا
درویشونکو تقسیم کیا اور بخارا و سمرقند میں حفظ قران اور تحصیل علم ظاہری کرکے قصبہ ہرون میں
خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں جاکر مرید ہوئے اور خلافت کا خرقہ پہنکر بموجب ارشاد مرشد
ہندوستان تشریف لائے جو کچھہ آپسے کرامتیں ہوئیں وہ مشہور اور ہر تذکرہ صوفیان میں موجود
ہیں اس مختصر تحریر میں کیا گنجایش ہے اصل میں آپ سادات سنجرستان سے ہیں مولد شریف
اصفہان اور نشو نما خراسان میں پایا اور آپ نسب قرابت میں حضرت غوث الاعظم عبد القادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں ہیں آپکے چلہ کا حجرہ جیلان میں ابتک موجود ہے اور زیارت گاہ
خلایق ہے آپ صحیح النسب سادات حسینی سے ہیں جب آپنے پیر روشن ضمیر سے نعمت حاصل
کی سب کے مسافرت اختیار کی باون ۵۲ برس کی عمر تھی جس شہر و دیار میں کچھہ ٹھیرتے اکثر قبرستان میں
رہتے جہاں شہرت ہوجاتی وہاں سے بیخبر کوچ فرماتے چنانچہ خانہ کعبہ و مدینہ منورہ چند مدت اقامت

اختیار کر کے پہر موافق اشارہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہندوستان تشریف لائے اور چالیس برس اجمیر شریف میں سکونت فرمائی مدماہ رجب سنہ ۶۳۲ ہجری میں وفات پائی اور یہہ بہی روایت ہے کہ بتعدادبہل ہونیکی حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہٗ سال زندہ رہے عمر شریف ۹۷ سال کی تہی مزار شریف آپکا اجمیر میں ہے آفتاب ملک ہند تاریخ وفات ہے اور آپکے یہہ خلیفہ ہیں خواجہ قطب الدین بختیار اوشی و خواجہ فخر الدین ابن خواجہ معین الدین و قاضی شیخ حمید الدین ناگوری و شیخ وجیہہ الدین و سلطان التارکین و شیخ حمید الدین صوفی و شیخ برہان الدین عرف بدو و شیخ احمد و شیخ محسن و شیخ سلیمان غازی و شیخ شمس الدین و خواجہ حسن خیاط و سالار مسعود غازی جیپال جوگی المعروف عبد اللہ و بی بی حافظ جمال قدس اللہ اسرارہم مگر اہل تواریخ کو سالار مسعود غازی میں شبہ ہے۔

ذکر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ آپ سادات حسینی سے ہیں قصبہ اوش میں تولد ہوئے بعد حصول علم اخلاق ظاہری و باطنی کے بغداد میں امام اللیث کی مسجد شریف میں بیعت حضرت معین الدین سے مشرف ہوئے بعدہ دہلی تشریف لائے خواجہ بزرگ ازراہ شفقت آپکو بختیار فرماتے تہے حضرت سلطان المشائخ سے منقول ہے کہ ایک روز آپنے حوض شمسی میں سے گرم کاک یاروں کے لئے نکالے اوس روز سے کاکی کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ آسمان سے اوترے تہے وفات آپکی ۱۴ ربیع الاول سنہ ۶۳۵ ہجری میں ہوئی قبر شریف آپکی دہلی میں قریب حوض شمسی کے ہے عمر شریف آپکی ۵۲ برس کی اور ایک قول سے تیس کو بہی نہ پہونچے تہے اور سنہ میں بہی اختلاف ہے سنہ وفات او خواجہ بود اور نور علی بود ہے خلیفہ آپکے یہہ ہیں شیخ فرید الدین شکر گنج و شیخ بدر الدین غزنوی و شیخ برہان الدین بلخی و شیخ ضیا رومی و سلطان شمس الدین اولیا و بابا بحری بحر دریا و مولانا فخر الدین حلوایتی و خواجہ پیر و شیخ سعد الدین خلیفہ و شیخ محمود بہاری و مولانا محمد جاجرمی و سلطان نصیر الدین غازی و قاضی حمید الدین ناگوری و شیخ محمد و مولانا برہان الدین حلوانی و شیخ محمد سماچی و شیخ احمد مینی و شیخ حسین و شیخ فیروز و شیخ بدر الدین سوے تاب و شاہ خضر قلندر و شیخ نجم الدین قلندر قدس اللہ تعالٰے اسرارہم مگر اہل سیر کو بعض میں کلام ہے۔

ذکر حضرت خواجہ فرید الدین گنجشکر اجودہنی رضی اللہ عنہ آپ [illegible]لات ظاہری و باطنی میں بے نظیر وقت تہے نسب شریف آپکا حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے والد ماجد آپکے

قاضی جمال الدین سلیمان فرخ شاہ بادشاہ کابل کی اولاد سے تہے بعد تباہی سلطنت کے آپکے جد بزرگوار قاضی شعیب نامی نے مع تین فرزندوں اور رہائل کے صوبہ لاہور قصبہ کہتی وال میں کہ علاقہ ملتان ہے سکونت اختیار کی آپکے دو بہائی اور تہے شیخ اعز الدین محمود و شیخ نجیب الدین متوکل آپکی والدہ ماجدہ نہایت عابدہ زاہدہ تہیں بچپن میں آپکو نماز کے واسطے تاکید فرماتیں مصلے کے نیچے کسیقدر شکر رکہدیتیں آپ نماز سے فراغت پاکر اوسکو تناول فرماتے ایکروز شکر نہ رکہی آپنے بعد نماز تلاش فرمائی غیب سے بہت سی شکر مصلے کے نیچے پیدا ہوگئی اوسروز سے آپکو گنجشکر کہتے ہیں خلافت کا خرقہ آپنے حضرت خواجہ قطب الدین رضی اللہ عنہ سے پہنا آپ ہمیشہ روزہ رکہتے علم ظاہری و باطنی میں آپکو کمال تہا تہوڑی مدت میں اکثر علوم دینی تحصیل کے بعض علوم نادر کی تحصیل کے واسطے ملتان کیطرف گئے اور مدرسہ میں کتاب نافع نام پڑہتے تہے جب قطب صاحب ولایت سے ہندوستان آتے ہوئے ملتان میں شہر کے نزدیک ٹہیرے نظر فیض اثر آپ پر پڑی دریافت کیا کہ اے لڑکے یہہ کونسی کتاب ہے عرض کی یہہ کتاب نافع ہے علم فقہ میں حضرت نے فرمایا کہ تجکو انشا اللہ نافع سے نفع ہوگا اس بات سے آپکو ربودگی حاصل ہوئی اور حضرت کی خدمت اختیار کی جب حضرت دہلی کیطرف چلے آپ بہی چند منزل رکاب میں چلے حضرت نے فرمایا بابا فرید جاؤ کچہہ مدت ملتان میں تحصیل علم کر پہر دہلی میرے پاس آنا آپ فرمان بجالائے اور پانچ برس میں علم کامل حاصل کر دہلی پہونچے اور قدمبوسی حضرت سے ایک برس مشرف ہوئے اور ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہوئے ہفتہ کے بعد حضور پرنور مخلوق گمراہ ہوجاتی ہے کسب اور مجاہدہ کے واسطے عرض کہ افطار کی کتاب رکہہ آپنے [illegible] جلتے ہیں اور جو چاہے زبان سے نکال دیتے ہیں اگر اونسے کوئی ذکر شغل دیکہا ایک کو امروز [illegible] علم سینہ در سینہ چلا آیا ہے اونکو خبر نہ ہوسکی گیا کہ کسطرح واقعہ آپنے پیر کی خدمت میں عرض کیا فرمایا کہ تونے تین روز کے پیچہے کام عارفی ہے تو وہ ایسی کیا تجہپر حق سبحانہ کی عنایت تہی کہ مکروہ کہانا [illegible] نہ رہا اب تین دن اور رہ کہ [illegible] پہونچے اوس سے افطار کر آپ حکم بجالائے اور متواتر طی کیا ضعف نے نہایت غلبہ کیا کچہہ رات گئی تہی کہ کثرت گرسنگی سے بیتاب ہوکر زمین سے چند سنگریزے لیکر منہ میں ڈالے وہ سنگریزے شکر ہوگئے پہر آدہی رات بعد منہ میں ڈالے وہ بہی شکر ہوگئے اسیطرح تین مرتبہ کیا

یقین ہوا کہ اللہ جل شانہ کی عنایت ہے جب دن ہوا یہہ حال مرشد کی خدمت میں عرض کیا فرمایا تونے
خوب کیا وہ شکر عالم غیب سے آئی تھی جا مانند شکر کے تو ہو جاویگا اوسی روز سے بعض
کے نزدیک آپ شکر گنج مشہور ہوئے اور سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ جب آپ اپنے پیر سے رخصت
چاہی حضور نے چشم پرآب ہو کر فرمایا کہ اے فریدالدین میں جانتا ہوں کہ میرے آخر وقت میں
تو نہوگا دو تین روز کے بعد پہونچیگا پس فاتحہ پڑھی اور رخصت کیا فرمایا کہ تیری امانت قاضی حمیدالدین
کے حوالہ کیجاویگی اونسے لینا پھر آپ شہر ہانسی میں آئے اور کچھ مدت رہے آپکے پیر نے رحلت
کی اوسی رات دیکھا کہ حضرت پیر بلاتے ہیں جلد ہانسی سے روانہ ہوئے تیسرے روز دہلی پہونچے
اپنے پیر کے روضہ کی جاکر زیارت کی اور بیٹھے اور خرقہ وغیرہ جو قاضی صاحب کے پاس بطور امانت
تھا پایا تین روز دہلی رہے چوتھے روز بعد نماز فجر ہانسی کی طرف متوجہ ہوئے ہر چند لوگوں نے
واسطے رہنے کے عاجزی سے عرض کیا فرمایا جو کچھ عنایت خواجہ کی ہے جہاں رہونگا ساتھ ہے
پھر آپ ہانسی آئے جب وہاں شہرت زیادہ ہوئی وہاں سے نقل فرماکر موضع اجودھن ویرانہ میں
تشریف لائے کہ دلجمعی سے یہاں پر عبادت کرسکونگا وہاں پر بھی بڑے بڑے امیر آپکے مطیع
و معتقد و مرید ہوئے ہجوم خلق سے تنگ آکر پھر آپنے کسی اور جگہ جانا چاہا غیب سے آواز آئی کہ اے
شیخ تنگ نہو جفائے خلق پر تحمل کر اوس روز سے آپنے کسیکو زیارت سے منع کیا ایکروز
آپکی خدمت میں زکوٰۃ کا ذکر چلا آپنے فرمایا کہ زکوٰۃ تین درجہ پر ہے زکوٰۃ شریعت زکوٰۃ طریقت زکوٰۃ
حقیقت زکوٰۃ شریعت کے دوسو روپیہ [illegible] شیخ فریدالدین [illegible] کو دیوے زکوٰۃ طریقت
غزنوی و شیخ برہان الدین بلخی و شیخ ضیا رومی و سلطان شمس الدین اولیا [illegible] ور زکوٰۃ حقیقت
مولانا فخرالدین حلوائی و خواجہ بیر و شیخ سعدالدین [illegible] شیخ [illegible] ے کچھ اوسکے پاس
و سلطان نصیرالدین [illegible] دی و بجز تیسی ہے ایک روز درویشی کا ذکر آپکی مجلس میں آیا فرمایا
مجرد بیماچی وبشری ہے درویش کو چار چیزیں چاہئیں اول چشم کو کور کرے تا لوگوں کا عیب نہ دیکھے
دوسرے کانوں کو بہرا کرلیوے تاکہ ممنوعات نہ سنے تیسرے زبان کو گونگ کرلے کہ ناگفتنی بات
نہ کہے چوتھے پاؤں کو لنگڑا کرے تا خواہش نفس سے خراب راہ پر نہ جاوے جسمیں یہ چار خصلتیں
ہوں وہ درویش ہے خواہ اہل دنیا کے لباس میں ہو ورنہ نعوذ باللہ جھوٹا مدعی و راہزن و خود پرست

ہے ہرگز اوسمیں درویشی نہیں پھر فرمایا کہ اس راہ میں دل کی حضوری اور حضور دل اوسوقت
حاصل ہوتا ہے کہ لقمہ حرام سے پرہیز کرے اور دنیا سے اجتناب رکھے اور اہل دنیا کے ساتھ
صحبت نکرے آپکے خلیفہ بہت ہیں جنکے نام نامی ملفوظات میں درج ہیں یہاں بنظر اختصار قلم
انداز کئے گئے مگر افضل ترین اور مشہور ترین چار خلیفہ ہیں حضرت تاج الاولیا شیخ علاؤالدین
علی احمد صابر کلیری و سلطان المشایخ شیخ نظام الدین اولیا محبوب الہی و قطب العالم شیخ
جمال ہانسوی و شیخ بدرالدین اسحاق قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم ان چاروں کے حق میں بابا
صاحب نے ایک موقعہ پر یہہ فرمایا ہے نظام جان ماست و صابر صبر ماست و جمال جمال ماست
و بدر دست ماست اخیر عمر میں آپکو استغراق زیادہ ہوا یہانتک کہ وقت نماز مکرر پوچھتے کہ آیا نماز
ادا کی ہے یا نہیں اگرچہ نماز ادا کی ہوتی تھی اور خادم بھی عرض کرتے کہ نماز آپنے ادا کرلی ہے مگر
پھر نماز میں مشغول ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے خدا جانے پھر نماز ادا کرنے پر میں قادر ہوں
یا نہوں اور یہہ بھی فرماتے کہ جس نے خلاف شریعت کیا وہ درویش نہیں چنانچہ آپنے نماز عشا
چند مرتبہ ادا کی اس جگہ احقر لکھتا ہے کہ جو درویش یہہ کہتے ہیں کہ جب فقیر کامل و مکمل ہو چکا پھر
اوسپر نماز فرض نہیں خدا جانے وہ کس کتاب اور کس ذریعہ سے یہہ کہکر بری ہو جاتے ہیں یا ترک
کر دیتے ہیں ہاں البتہ ایک بزرگ کا قول یاد آیا کہ اونہوں نے مجھسے فرمایا کہ آجکل تصوف کا
حال لکھنا اچھا نہیں مخلوق گمراہ ہو جاتی ہے کسب اور مجاہدہ تو [illegible] فقط تصوف کی کتابیں
دیکھہ دیکھہ پیر بن جاتے ہیں اور جو چاہے زبان سے نکال دیتے ہیں اگر اونسے کوئی ذکر شغل
دریافت کرے تو بالکل کورے ہیں یہہ علم سینہ در سینہ چلا آیا ہے اونکو خبر اسکی کیا کہ کسطرح
شیخ مجاہدہ لیتے ہیں اور کراتے ہیں اور اگر کسی نے ذکر و شغل کی ترکیب جان لی ہے تو وہ ایسی
خراب ہوتی ہیں کہ اوسکو دیکھکر کہتے ہیں اور تمام عمر خراب رہتے ہیں کچھ نہیں ہوتا بے شیخ
اور بے مجاہدہ کبھی کچھ حاصل نہیں ہوتا اور جو یہہ کہتے ہیں کہ ہمارا شیخ کچھ مجاہدہ نہیں لیتا ہے
ویسے ہی حاصل ہو جاتا ہے وہ بھی جھوٹا ہے کبھی کسیکو بلا مجاہدہ حاصل نہیں ہوا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم تک دیکھہ لو کہ کسیکو بلا مجاہدہ حاصل ہوا ہے ہاں یہہ بات ضرور ہوئی ہے کہ بعض
مشایخ نے بعض مرید کو ابتدائی میں بیعت کرنے کی اجازت دیدی ہے کہ انکو معلوم ہوگیا کہ

یہہ صاحب فیض ہوگا مگر کسب اور مجاہدہ اونہوں نے بہی پورا کیا ہے اور جو صاحب کسی بزرگ کی ایک نظر کیمیا اثر سے اولیا ہو گئے ہیں وہ نظری ہوتے ہیں صاحب ارشاد نہیں ہوتے اور ارشاد تین طرح کا ہوتا ہے اول و اعلی مرتبہ وہی ہے کہ کسب و مجاہدات و مقامات پورے ہو کر کامل و مکمل ہو چکا ہے اور پہر شیخ نے اجازت دی دوم وہ ہے کہ شیخ نے بموجب حکم اوپر کے دربار میں اجازت دیدی ہے سوم وہ ہے کہ شیخ نے لایق دیکہکر اجازت دیدی ہے اگرچہ روحانیت پیران عظام اوسیوقت سے اوسکی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور بزمرہ صاحب ارشاد داخل ہو جاتے ہیں مگر کامل مکمل نہیں کہلاتے اوسوقت تک کہ کسب پورا نکرے چنانچہ وہ بہی کسب پورا کرتے ہیں اور پہلے بزرگوں نے جو مجاہدات کئے ہیں اب کیا کوئی کریگا بطور تمثیل چند نام اسی سلسلہ کے لیتا ہوں حضرت شیخ عبد الحق رودلی رحمۃ اللہ علیہ قبر کہود کر چہ ماہ قبر میں تنہا رہے ہے اور حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رح چہ ماہ املی کے کہوکر میں تنہا رہے اور حضرت جلال الدین تہانیسری رحمۃ اللہ علیہ نے تیس برس مجاہدات کئے اور اخیر میں چلہ نشا کیا جب حاصل ہوا اور اسیطرح سے حضرت نظام الدین بلخی رہ و حضرت ابو سعید رہ کا حال ہے اب جو چاہے سو کہدیں تصوف کی کتابیں واسطے نکمی کے تہیں کہ اونکو کچہہ شغبہ ہو تو دیکہہ لیں آمدم برسر مطلب وفات شریف آپکی روز شنبہ ۵ محرم سنہ ۶۹۰ ہجری میں ہوئی عمر شریف آپکی ۹۵ برس کی تہی مزار شریف پاکپٹن میں ہے مخدوم آپکی تاریخ وفات ہے مگر صاحب سیر الاولیا لکہتا ہے کہ تولد آپکا سنہ ۵۶۹ھ میں اور سنہ ۵۸۴ھ میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے بعد اوادت و بیعت ۸۰ برس زندہ رہے وفات آپکی سنہ ۶۶۴ میں ہوئی آن خواجہ ۔

ذکر حضرت خواجہ علاء الحق والدین علی احمد صابر چشتی المعروف بمخدوم علاؤالدین علی احمد صابر قدس اللہ تعالے سرہ العزیز آپکی شان عظیم اور رتبہ بلند کی نسبت کیا لکہا جا سکتا ہے عیاں راچہ بیان آپ قطب الکاملین حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج قدس سرہ کے خواہر زادہ ہیں اور بعض داماد بہی کہتے ہیں آپنے خرقہ خلافت بہی بابا صاحب سے حاصل کیا اور بابا صاحب نے آپکی نسبت یہہ بہی فرمایا کہ میرے دل کا علم علی احمد صابر میں ہے آپکا لقب علاؤالدین ہے خطاب مخدوم از جانب الٰہی عطا ہوا اور صابر خود بابا صاحب نے عطا فرمایا کیونکہ نقل ہے کہ بابا صاحب نے خدمت انجام

لنگر خانہ آپکے سپرد کی آپنے بہت کوشش سے تمام خدمت کو انجام دیا اور کبہی ایک دانہ تک بہی نہ کہایا ایک روز حسب اتفاق بابا صاحب نے دریافت کیا کہ علاؤالدین تم یہہ صرف تقسیم ہی کرتے ہو یا کہاتے بہی ہو آپنے عرض کیا کہ کہلاتا ہوں حضور کا ارشاد یہہ ہی تہا میرے کہانے کی نسبت کچہہ نہ تہا بابا صاحب یہہ سنکر متعجب ہوئے اور فرمایا کہ علاؤالدین علی احمد صابر ہی آپکا تقوی اور صاحب عزلت و تجرید ہونا مشہور ہے اور کتب ہائے سیر میں موجود ہے کہ آپ پر وحدانیت اس درجہ غالب تہی کہ آپنے اوسی جوش میں یہہ شعر کہا ہے ۔ شعر ڈوب اسطرح اوسمیں اے صابر ۔ کہ جز یہہ کے غیر ہو نہ رہے ۔ آپ ہمیشہ صایم رہتے تہے اور صرف گولریاں پکا کر بے نمک نوش فرماتے تہے اور چونکہ آپکو استغراق تہا نماز کے واسطے حضرت شمس الدین کو یہہ حکم تہا کہ جب نماز کا وقت آوے اذان کہو کہ ہوش آوے اور نماز پڑہوں چنانچہ ایسا ہی ہوتا تہا کہ جسوقت اذان سنی فوراً وضو کے واسطے پانی طلب کیا اور نماز پڑہی آپنے کسیکو بیعت نہیں کیا سوائے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی کے اور انکو ہی خلیفہ کیا اور جیسے آپنے بابا صاحب سے ولایت کلیر کی پائی تہی ہمیشہ کلیر میں ہی رہے ۱۳ ربیع الاول سنہ ۶۹۰ ہجری میں انتقال فرمایا مزار شریف کلیر میں ہے ۔ علاؤالدین علی جان شکر گنج ۔ کہ شد در ذات مطلق محو و معدوم ۔ زبس بود است مخدوم خلائق ۔ بشد سال وفاتش نیز مخدوم ۔

ذکر حضرت قطب ابدال شیخ شمس الدین قدس اللہ سرہ آپ ریاضات و مجاہدات میں اپنا نظیر نہ رکہتے تہے آپنے خرقہ خلافت حضرت مخدوم علی احمد صابر قدس سرہ سے پہنا اور آپ اولاد حضرت خواجہ احمد یسوی قدس سرہ سے ہیں مسکن آپکا دیار ترکستان میں ہے جب تحصیل علوم عقلی و نقلی سے فراغت پائی اوسوقت آپکو علم باطنی کا شوق پیدا ہوا اکثر بزرگوں کی خدمت میں گئے مگر مطلب حاصل نہوا اخیر میں حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر قدس سرہ کی خدمت میں کلیر شریف حاضر ہوئے اور چند مدت حضور مخدوم صاحب کی خدمت میں رہے پہر مخدوم صاحب نے پانی پت کی ولایت آپکو عطا فرمائی آپ پانی پت تشریف لے گئے وہاں جاکر آپسے خوارق عادات و کرامات بہت ظاہر ہوئیں جو کتب ہائے سیر میں موجود ہیں آپکو اخیر میں استغراق ہو گیا تہا مگر اذان سنتے ہی نماز کے واسطے ہوش آجاتا تہا آپنے خلیفہ حضرت جلال الدین کبیر الاولیا کو کیا ۹ شعبان سنہ ۷۱۶ ہجری میں اس جہان فانی سے رحلت فرمائی مرقد مطہر آپکا پانی پت میں ہے ۔ حسرتا آں خواجہ شمس الدین ترک ۔ از کمال خاکساری شمع پاک

سال وصلش از سر جوش الم :: ہاتفے گفتہ بمن مخدوم پاک ::

ذکر حضرت قطب اقالیم حضرت جلال الدین کبیر الاولیا آپ اولاد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہیں آپکی ولادت پانی پت میں ہوئی آپ خورد سالی میں نہایت حسین تھے اور منظور نظر حضرت شرف بو علی قلندر قدس سرہ تہے آپکے والد ماجد بہت بڑے دولتمند تھے آپکو سیر و شکار کا بہت شوق تھا چنانچہ ایک روز آپ لباس فاخرہ پہن گھوڑے پر سوار ہو کر خانقاہ حضرت شیخ کی خدمت میں گئے اور بیعت کی اور متوجہ الی اللہ ہوگئے اور وہ ریاضت و مجاہدہ کیا کہ اپنا نظیر دنیا میں نہ چھوڑا اور مرتبہ تکمیل و ارشاد کو پہونچے اخیر میں آپکو استغراق ہوگیا تھا مگر نماز کا یہہ اہتمام تہا کہ جو وقت نماز کا ہوتا تہا آپ سے کرامات اور خوارق عادات ہوئیرے مونڈہے پکڑ کر ہلا دو کہ نماز ادا کر دں چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا آپ سے کرامات اور خوارق عادات بہت ظہور میں آئے جنسے تمام تذکرے بہرے ہوئے ہیں اس مختصر تحریر میں کیا گنجائش ہے آپکی نظر کیمیا اثر سے بہت اولیا ہوئے بعض نظری و بعض صاحب کسب و مجاہدات اور یہہ اشعار حضرت مخدوم علی احمد صابر کا کہ شمس را جلال کا فنیست ۔ آپکی ہی نسبت تہا ان اولیا اکابر میں سے چند نام صاحب سیر الاقطاب نے لکہے ہیں خواجہ عبد القادر و خواجہ ابراہیم و خواجہ شبلی و خواجہ کریم الدین و خواجہ عبد الواحد و مخدوم شیخ زینا و حضرت شیخ احمد قلندر و حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولوی و شیخ بہرام و شیخ شہاب الدین و سید موسی بہاری و قاضی محمد اولیا سلطان پوری و شیخ شعیب درسونی پت و شیخ حسن در موضع بہرہ و شیخ نظام سناحی و شیخ برہنپوری و سید محمود و شیخ سراج الدین و شیخ پیر کنہیا ۱۳ ربیع الاول ۷۶۵ھ ہجری میں رحلت فرمائی تاریخ وصال شاہ ولایت بود ۷۶۵ھ مزار شریف آپکا پانی پت میں ہے ۔ نقل کرد ز جہاں بے بنیاد :: آں شہ مقبلاں جلال الدین :: سال وصلش اگر ز من پرسی :: بود شاہ ولایت ایست سنین ::

ذکر حضرت قطب ابدال مخدوم شیخ احمد عبد الحق توشہ ردولوی فاروقی قدس سرہ آپ بچپن سے ہی نیک بخت تہے سات برس کی عمر میں اپنی والدہ ماجدہ کے ساتہہ نماز تہجد ادا کیا کرتے تھے ایک روز آپکی والدہ صاحبہ نے کہا کہ بچہ تمپر تو نماز فرض ہی نہیں تم یہہ نماز کیوں پڑہتے ہو آپ نے خفا ہو کر کہا کہ آپ پڑہتی ہو اور دوسروں کو منع کرتی ہو پھر آپ اپنے بہائی شیخ تقی الدین کے پاس دہلی چلے گئے اونہوں نے آپکو علم عربی شروع کرایا مگر چونکہ آپکو دوسری تلاش تھی اکثر فقراء دہلی کی خدمت میں

پہرتے رہتے تھے جب آپکا مطلب دہلی پورا نہوا پانی پت حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیا صاحب کیخدمت میں حاضر ہوئے شیخ صاحب موصوف نے کمال عنایت فرمائی اور بیعت کیا بیعت ہوتے ہی وہ ریاضت و مجاہدات کئے کہ اپنا نظیر نہ رکہتے تھے چند عرصہ کے بعد حضرت شیخ نے آپکو خرقہ خلافت پہنایا اور پانی پت سے رخصت کیا آپ پانی پت سے چلکر کچھ زمانہ تک تہرا اودہ میں رہے وہاں سے اپنے مکان پر ردولی تشریف لیگئے آپ سے خوارق عادات و کرامتیں بہت ہوئی ہیں آپکو استغراق رہتا تہا مگر نماز کے واسطے خادموں کو حکم تھا کہ نماز کے وقت تین مرتبہ حق حق حق کہو کہ نماز پڑہوں آپکی عمر ایکسو بیس برس کی ہوئی ۱۵ جمادی الثانی ۸۳۷ھ ہجری میں انتقال فرمایا قطعہ تاریخ ۔ حضرت مخدوم قطب ابدال حق :: چوں حجاب ہستی خود کردہ شق :: بہر تاریخش ندا آمد ز غیب :: عارف حق احمد عبد الحق بحق :: مرقد پاک آپکا قصبہ ردولی میں ہے ۔ ۸۳۷ھ

ذکر حضرت مخدوم شیخ احمد عارف قدس سرہ آپ مادر زاد ولی تہے ریاضت و مجاہدات و عجز و انکساری و خلق محمدی و کشف و کرامات و اسرار حقایق میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے آپ نے خرقہ خلافت اپنے والد ماجد حضرت مخدوم احمد عبد الحق سے پہنا اور پنجاہ سال کی عمر میں انتقال فرمایا ۱۷ صفر ۸۸۲ھ ہجری میں مزار شریف آپکا ردولی میں ہے ۔ آں سمی احمد عالی صفات :: حضرت مخدوم عارف باکمال :: وقت نقلش ہاتفے غیبی بمن :: گفت آں مخدوم عالم گشت سال :: ۸۸۲ھ

ذکر شیخ المشایخ حضرت شیخ محمد قدس اللہ سرہ العزیز آپ خلیفہ و جانشین اپنے والد بزرگوار شیخ احمد عارف کے ہیں آپ قدم بقدم اپنے والد بزرگوار کے تھے آپکے کمالات بہت ہیں آپ سے نفع مخلوق خدا کو بہت ہوا چنانچہ مثال اوسکی یہہ ہے کہ قطب العالم حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ آپکے ہی خلیفہ ہیں ۱۴ شعبان ۸۹۸ھ میں انتقال فرمایا مزار شریف ردولی میں ہے ۔ کرد از دنیا سوے عقبے بسیج :: آں محمد عارف صاحب کمال :: ہاتف غیب از غم بے انتہا :: ہاے آں مخدوم عالم گفت سال ۸۹۸ھ

ذکر قطب العالم حضرت شیخ عبد القدوس بن شیخ اسمعیل حنفی قدس سرہ آپ بہت بڑے عارف و کامل و بے نظیر کیمیا اثر مشہور معروف ہیں آپکے حالات سے کتابیں بہری ہوئی پڑی ہیں مگر مختصر حال آپکا یہہ ہے کہ قدیم مسکن آپکا ردولی تہا اور آپ حضرت شیخ احمد عارف قدس سرہ کے داماد ہیں اور حضرت شیخ محمد قدس سرہ کے خلیفہ ہیں آپکو فیض روحانی حضرت مخدوم شیخ احمد عبد الحق

قدس سرہ سے ہوا اور دیگر مشایخ کبار سے بہی نفع ہوا اور خلافتیں عطا ہوئیں جیسے حضرت شیخ محمد درویش بن قاسم اودہی یا میاں شیخ بن اودہی پہر آپ ردولی سے شاہ آباد تشریف لائے اور ۵۰ سال وہاں رہے اسکے بعد گنگوہ تشریف لائے آپکے خوارق عادات وکرامتیں بہت ظاہر ہوئی آپ ہمیشہ صایم رہتے تھے اخیر میں آپکو استغراق ہو گیا تہا مگر نماز کے واسطے یہہ حکم تہا کہ نماز کے وقت تین مرتبہ حق حق حق کہو کہ نماز ادا کروں آپکے بہت خلیفہ تھے مگر مشہور یہہ خلیفہ ہیں کہ شیخ جلال الدین تہانیسری شیخ عبد الغفور اعظم پوری وشیخ خان جونپوری وشیخ عبد العزیز کیرانوی وشیخ عبد الستار سہا نپوری وشیخ عبد الاحد پدر شیخ احمد سرہندی ومیر سید رفیع الدین اکبرآبادی وشیخ عبد الرحمن قدس اللہ تعالی اسرارہم وفات آپکی ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۹۴۴ہجری میں ہوئی مزار شریف آپکا گنگوہ میں ہے سال وفات شیخ اجل ہے۔ چوں ز دنیا بسوے عقبے رفت؛ عبد قدوس گنج علم وعمل؛ بہر تعظیم او سروش بمن؛ سال وصلش بگفت شیخ اجل؛

ذکر حضرت شیخ جلال الملۃ والدین ابن شیخ محمود فاروقی قدس سرہ آپکے خوارق عادات وکشف کرامات اسقدر کتابوں میں تحریر ہیں کہ جو اس مختصر تحریر میں سما نہیں سکتے آپ نے خرقہ خلافت حضرت شیخ عبد القدوس قدس سرہ سے پہنا مسکن آپکا تہانیسر میں ہے آپ سات برس کی عمر میں قرآن حافظ ہوے اور ۱۷ برس کی عمر میں علوم دینی ودنیاوی سے فراغت پاکر صاحب فتوے ہوئے جب حضرت شیخ عبد القدوس قدس سرہ شاہ آباد رونق افروز ہوئے آپکو معلوم ہوا کہ جلال الدین تہانیسری کو بیعت کروں اوسوقت حضرت تہانیسر گئے اور جاکر دیکہا کہ آپ مدرسہ میں طالب علموں کو پڑہا رہے ہیں اور صدہا طالب علم آپکے پاس بیٹھے ہیں اور آپ نہایت متبع سنت ہیں حضرت یہہ حال دیکہکر ایک گوشہ مدرسہ میں بیٹھہ گئے اور نظر کیمیا اثر آپ پر ڈالی آپ فوراً حضرت کے قریب آئے اور دریافت کیا جب آپکو یہہ معلوم ہوا کہ حضرت ہیں تعظیم بجالائے اور کچہہ گفتگو بہی مسائل میں ہوئی بعد گفتگو بیعت کی اور وہ ریاضت ومجاہدہ کیا کہ آجتک آپکی تمثیل دیتے ہیں خلیفہ آپکے بہت ہیں مگر مشہور خلیفہ یہہ ہیں حضرت نظام الدین بلخی وشیخ عبد الشکور وقاضی سالم کیرانوی وشیخ موسی عیسی وسید فاضل تہانوی قدس اللہ تعالی اسرارہم وفات آپکی ۲۵ یا ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۹۸۹ہجری میں ہوئی۔ قطعہ تاریخ

مہر ومہتر الیار کامل؛ آن شیخ جلال دین با حلاق؛ رفت مدرسہ جان چو بہر جانان؛ سرو قتر اولیا جہال

ذکر حضرت نظام الدین بلخی قطب الاقطاب فاروقی قدس سرہ آپ تمامی اولیاء اقطاب کو حجت قاطع وبرہان ساطع ہیں اور ریاضات ومجاہدات وکشف وکرامات میں اعجوبہ روزگار تھے اور تکمیل وارشاد میں یگانہ زمانہ تھے کہ ایک نظر میں طالب صادق کا کام پورا ہوتا تہا اقتباس الانوار میں لکہا ہے کہ آپکا اصلی وطن تہانیسر تہا آپ مکہ معظمہ گئے اور بلخ میں آکر سکونت اختیار کرلی آپ بہت بڑے صاحب تصانیف ہیں بلکہ ثانی ابن عربی تھے آپکے بہت خلیفہ تھے مگر مشہور خلیفہ یہہ ہیں حضرت شیخ ابو سعید گنگوہی وشیخ حسین لاہوری وشیخ پائندہ بنوری وشیخ اللہ بخش لاہوری وشیخ عبد الکریم لاہوری وشیخ عبد الرحمن کشمیری وسید قاسم برہانپوری وشیخ اللہ داد لاہوری وشیخ دوست محمد صوفی لاہوری وشیخ مصطفے وشیخ عبد الفتاح ساکن اندری وقاضی عبد الحی کیرانوی وشیخ محمد صادق برہانپوری وشیخ فتحی اکبرآبادی قدس اللہ تعالی اسرارہم وفات آپکی ۸ رجب سنہ ۱۰۲۵ہجری میں ہوئی مزار شریف بلخ میں ہے تاریخ وفات شاہباز طریقت ہے۔ شاہ فقر وفنا نظام الدین؛ رفتہ چوں زین جہان پر زملال؛ بہر نقل از وراے پردہ غیب؛ شاہباز طریقت آمد سال؛

ذکر حضرت شیخ المشایخ والاولیا شیخ بندگی ابو سعید نبیرہ شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ آپ بہت بڑے صاحب مجاہدات وریاضات شاہباز بلند پرواز تھے آپنے خرقہ خلافت حضرت نظام الدین بلخی سے پہنا اقتباس الانوار میں لکہا ہے کہ جب حضرت نظام الدین تہانیسر میں تھے آپ اوسوقت بیعت ہوئے تھے مگر تکمیل پوری نہوئی تھی کہ حضرت نظام الدین نے سکونت بلخ کی اختیار کرلی بعد تشریف لیجانے حضرت کے آپکو بہت پریشانی ہوئی آپ بہت جگہ درویشوں میں پہرے مگر کسی جگہ مطلب حاصل نہوا اوسی پریشانی میں رہتے تھے کہ حضرت شیخ عبد القدوس قدس سرہ سے بشارت ہوئی کہ نظام الدین کے پاس بلخ جاؤ آپ بلخ گئے اور بہت مدت تک شیخ کیخدمت میں رہے اور وہاں سے خلافت لیکر واپس گنگوہ تشریف لائے اسیواسطے آپ کو نور گنگوہی بہی کہتے ہیں گنگوہ آکر آپ مسند رشاد پر بیٹہے اور آپ سے بہت کرامتیں اور فیض ہوا آپکے تین خلیفہ ہیں شیخ محمد صادق گنگوہی وشیخ ابراہیم رامپوری وشیخ محب اللہ صدیقی صدرپوری کہ جنکا مزار شہر الہ آباد ہے وفات آپکی یکم یا ۲ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۹ہجری میں ہوئی آپکا مزار شریف گنگوہ ہے تاریخ وفات شاہباز بہشت بودہ ہے۔ رخت چوں بست ازین شیخ سروے

حضرت بوسعید پاک نفس ؛ سال تودیع آن مسافر قدس ؛ شاہ بازبہشت بودہ وبس ؛

ذکر خاص فضائل اختصاص حضرت شیخ محمد صادق صاحب محب واثق خالق مطلق محبوب الٰہی

مجمع فضائل نامتناہی گنگوہی بن شیخ فتح اللہ بن شیخ عبد الصمد بن شیخ عبد الحمید بن شیخ عبد القدوس قطب العالم گنگوہی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہما ونور اللہ مرقدہما خلیفہ حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ گنگوہی کہ آپکی ولادت ۱۷ شہر ربیع الثانی ۹۸۹ھ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں بمقام گنگوہ باشوکت وشکوہ ہوئی بطور ایجاز واختصار مشتے نمونہ خروارے لکہا جاتا ہے کہ حضرت کو ذوق سماع اور درد عشق میں ید طولیٰ حاصل تہا وحید عصر یکتائے زمانہ علم فضل سے سینہ عشق گنجینہ معمور نور علی نور ذکر الٰہی میں کمال درجہ انہماک واستغراق تہا کتاب اقتباس الانوار میں سبب مرید ہونے شیخ محمد صادق صاحب کا حضرت شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ سے یہہ لکہا ہے کہ جب حضرت ابو سعید خدمت حضرت نظام الدین سے رخصت ہوکر قصبہ گنگوہ رونق افروز ہوئے اور مسند ارشاد وفیض بنیاد پر متمکن ہوئے اگرچہ اوسوقت طریقہ گمنامی کا رکہتے تہے ان دنوں میں حضرت شیخ محمد صادق نوجوان تہے اتفاقاً لباس فاخرہ سے ملبوس ہوکر بروز عید برلے سلام حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے آئے حضرت نے دیکہتے ہی یاران طریقت سے فرمایا کہ میری ولایت کا نور محمد صادق کی پیشانی سے چمکتا ہے اور ستارۂ فیض کا اسکی جبین انور سے تاباں ہے اوسیوقت حضرت نے ایک نظر میں دل فیض منزل حضرت محمد صادق کو اپنی محبت میں کہینچا او بے شائبہ وریب حضرت محمد صادق نے بیعت حضرت ابو سعید کی اختیار کی حضرت نے اونکو شغل نفی اثبات واسم ذات تعلیم فرمایا شیخ محمد صادق شب وروز اشغال میں مشغول رہتے تہے جب آپکی والدین کو خبر ہوئی تو کہنے لگے کہ ابو سعید نے ہمارے فرزند ارجمند کو کاروبار دنیوی سے بیکار کر دیا جب حضرت ابو سعید نے اونکے والدین کا یہہ مقولہ سنا تو محمد صادق صاحب سے فرمایا کہ تمہارے والدین ایسا ایسا کہتے ہیں تمہارا کیا ارادہ ہے۔ شیخ محمد صادق نے یہہ سنکر دست بستہ التماس کیا کہ غلام کا وہی ارادہ ہے جو حضرت پیر دستگیر کا غلام بجز ذات جناب کی کوئی چیز دنیا ودین کی نہیں چاہتا ہے۔ الغرض شیخ ابو سعید نے شیخ محمد صادق کو اعتقاد اور محبت اور طلب مولے میں نہایت مضبوط ومحکم دیکہا تو فرمایا کہ بیٹا شیخ محمد صادق اپنے والدین سے آزادی طلب کرو کہ تمہیں اپنا حق بخشدیں اور راہ خدا میں آزاد کریں۔ آپنے بموجب ارشاد حضرت پیر دستگیر

روشن ضمیر خدمت والدین میں جاکر آزادی طلب کی اونہوں نے حسب منشا آزاد کیا پہر تو شیخ محمد صادق بالکل رات ودن ذکر وشغل ویاد خدا میں مصروف رہتے تہے حسب انکشاف ملکوت اور انوار کا ہوا اور روز بروز شوق بڑہا اور حلاوت حاصل ہوئی پہر تو حضرت نے اونکو شغل بہنگم یعنے شغل محمدیہ وپایہ تلقین فرمایا شیخ محمد صادق رات دن کچہہ عرصہ تک دونوں شغلوں میں بجد وجہد مشغول رہے اور یہانتک نوبت پہونچی کہ ان دونوں ہی شغلوں میں سلطان الاذکار جاری ہوگیا یعنے تمام بدن کے بال مثل زبان کے ذکر کرنے لگے اور نسبت محبوبی حاصل ہوئی تب حضرت شیخ ابو سعید نے ارشاد فرمایا کہ طے کا روزہ رکہو اور درود شریف اور کلمہ تہلیل اور استغفار ہر روز بلاناغہ ۱۰۰۰ ہزار مرتبہ پڑہو اور باقی اوقات شغل سہ پایہ اور مراقبہ میں گذارو اور بعد تین روز کے براہ محبت ارشاد فرمایا کہ نصف شب کے بعد غسل کرکے میرے پاس آؤ بموجب ارشاد کے شیخ محمد صادق بعد نصف شب کے غسل کرکے حاضر ہوئے تب حضرت نے نسبت صوری ومعنوی منتقل فرمائی اور بعدہٗ زبان معجز بیان سے فرمایا کہ جو کچہہ مجکو پیران عظام اور مرشد کرام سے عطا ہوا ہے وہ میں نے تمکو بخوشی دل وبرغبت تمام بخشا بعدازاں مسند نشین کیا۔ جب شہرت آپکے ارشاد کی تمام عالم میں مشتہر ہوئی اور بعض پیر بہائیوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکہا اور مشرف بیعت سے ہوئے اور آپکے روبرو ذکر کیا تب آپنے فرمایا کہ مینے رسول اللہ صلعم کو خواب میں دیکہا کہ مجہکو جناب رسالت مآب نے چادر نور کی اوڑہائی اور فرمایا کہ یہہ چادر محبوبیت اور لوازم نبوت کی ہے حق اسکا نگاہ رکہیو اور جناب حضرت علی کرم اللہ وجہ نے مجکو تیغ نور کی بخشی اور فرمایا کہ یہہ تیغ نصرت ولایت مطلقہ کی ہے ہمنے تجہکو دی علاوہ اسکے روح حضرت شیخ ابو سعید نے ایک آئینہ سرخ وسفید نہایت چمکتا ہوا مجکو دیا فرمایا کہ یہ آئینہ صورت عالم کلی کا ہے تجکو بخشا اور واقعات کیفیات اور واردات مکاشفات اور حضرت محمد صادق کے مفصل اقتباس الانوار میں لکہے ہیں عمر شریف حضرت کی اکہتر برس کی ہوئی اور وفات بندگی حضرت شیخ محمد صادق سترہویں محرم ۱۰۶۰ھ ہجری میں ہوئی۔

رباعی

شیخ ہادی محمد صادق ؛ یافت از ماسوا چو آزادی ؛ سال وصلش زبان ہاتف غیب ؛ گفت شیخ مکمل ہادی ؛
۱۰۶۰

مزار مقدس قصبہ گنگوہ میں ہے۔ حضرت کے آٹھہ خلیفہ ہیں اول خلیفہ شیخ محمد خلف الصدق شیخ محمد صادق۔ دوم شیخ داؤد خلف کبیر۔ سویم شیخ ابراہیم مراد آبادی۔ چہارم شیخ عبد السبحان سہارنپوری پنجم شیخ عبد الجلیل الہ آبادی ششم شیخ محمد جمال ساکن کاچھوہ ہفتم شیخ مبارک مرید شیخ ابو سعید۔ ہشتم شیخ یوسف مرید بنگالی حضرت ابو سعید۔

ذکر شیخ محمد گنگوہی بن حضرت شیخ محمد صادق محبوب الٰہی آپ سنہ ۱۰۲۲ ہجری میں پیدا ہوئے جب عمر آپکی چار برس کی ہوئی واسطے تحصیل علم ظاہری کے شیخ سالار رام پوری انصاری کے سپرد ہوگئے سات برس کی عمر میں قران شریف ختم کیا اور فارسی شروع کی کچھہ فارسی پڑہکر علم عربی شروع کیا جب آپنے عربی کافیہ تک پڑھ لی تو شوق شکار کا ہوا اوستاد سے کہا کہ ہمکو ایک باز لیدو اوستاد نے کہا کہ تمہارے والد کے پاس شہباز ہے بے تکلف اوسکو لیلو اور یہہ حرکات تمہارے حال کے خلاف ہیں بیشک ان کو ترک کر دینا چاہیے۔ الحاصل آپ بعد نماز عشا اپنے والد ماجد کی خدمت میں گئے آپ اسوقت حجرہ میں تشریف رکھتے تھے اسلئے بے محابا جاکر عرض کیا کہ وہ جو آپکے پاس شہباز ہے مجکو دیدیجئے بجواب اوسکے آپنے فرمایا کہ تمکو کس نے بتلایا ہے۔ عرض کیا کہ جناب میرے اوستاد نے۔ آپنے اوسوقت مصلحتاً فرمایا کہ اب جاؤ پہر آنا۔ اسیطرح کئی روز ٹلتے رہے جسقدر آپ ٹالتے تھے اوسیقدر شیخ محمد صادق صاحب کو شوق زیادہ بڑہتا جاتا تہا بموجب مثل ہندی (ہون ہار بروے کے چکنے چکنے پات) آخر الامر ایک روز حجرے میں جاکر بکمال محبت و پیار گلے سے لپٹ گئے اور عرض کیا کہ آج تو دے ہی دیجئے۔ بغیر لئے ہرگز نہ جاؤنگا۔ بس آپنے فرمایا کہ حجرہ میں بیٹھہ جاؤ بعد تین روز کے وہ شہباز تمکو دونگا۔ آپ فوراً بیٹھہ گئے حضرت نے آپ کو شغل سہ پایہ تعلیم فرمایا اور تاکیداً فرمایا کہ کلمہ تہلیل اور استغفار اور درود شریف ہزار ہزار مرتبہ ہر روز بلا ناغہ پڑہا کرو چوتھی شب میں غسل کراکر تکلیہ سر از حق بر حق فرمائی چند روز بعد تلقین کے شغل سہ پایہ میں مشغول رکھا اور پہر نسبت صوری و معنوی منتقل کی اور متوجہ الی اللہ اور خدا رسیدہ کر دیا اور بتاکید اکید یہ فرمایا کہ اس راز نہفتہ کو کسی اور پیر بہائی سے ذکر نہ کرنا پہر بعد ایک عرصہ کے خرقہ خلافت کا پہنایا اور اسم اعظم تلقین کیا۔ اور خدمت سجادہ نشینی پیران کلیر شریف کی جو آپکے ہاں آبائی و اجدادی چلی آتی تھی وہ بھی عطا فرمائی چنانچہ سجادہ

نشینی ابتک شیخ محمد جی کی اولاد میں چلی آتی ہے۔ اور کہیں نہیں گئی ہے۔ اور یہہ بھی وجہ ہے کہ آپ سے بیعت اور خلافت یافتہ تھے اگرچہ آپکے چند خلفار اور بھی تھے مگر خلیفہ اعظم آپکے شاہ عزیز ابیہ غریب نواز تھے جو اختیار پور میں سکن گزین تھے۔ وفات شریف آپکی بائیسویں ربیع الاول سنہ ۱۰۹۹ھ ہجری میں ہوئی عمر شریف حضرت کی ستتر برس کی ہوئی۔

رباعی

در گنگوہ نیامد بیساں مرشد کامل پیرے ؛ کز فیض دم قدمش گنجیدند در خود علم و عمل

چوں مہدی مکمل بود بوقت خویش شیخ عہد ؛ سال وصال محمد صاحب شد شیخ مہدی مکمل ۱۰۹۹ھ

ذکر حضرت شاہ شیخ غریب اللہ غریب نواز پیدائیش آپکی موضع اختیار پور میں سنہ ۱۰۵۲ ہجری میں ہوئی جب عمر شریف آپکی سترہ برس کی ہوئی جذبہ محبت الٰہی نے کشش کی تو آپ تلاش پیر و مرشد میں نکلے پیران کلیر شریف کے عرس میں حاضر ہوئے وہاں پر مجمع کثیر اولیاء اللہ کا یکجا تھا جیسے اوصاف پیر و مرشد کی تلاش تھی ویساہی شیخ محمد جی کو پایا ایک عرصہ تک آپکی خدمت مین رہے بعد ایکسال کے شیخ محمد جی نے آپکو بیعت کیا اور چند اشغال انکو تعلیم فرمائے آپ ایک مدت تک رات دن اشغال و اذکار میں مشغول رہے اور واقعات اور مکاشفات اور واردات بے تعداد آپ پر گذرے اظہار اپنے حال کا کسی پر نہ کیا یہانتک کہ پیر و مرشد سے بھی بیان نہ کیا اس خیال سے کہ پیر و مرشد کی بدولت تو یہ سب کچھہ نصیب ہوا ہی ہے ظاہر کرنا ترک ادب ہے۔ ایک مرتبہ شیخ محمد جی صاحب پیران کلیر شریف کے عرس کو آئے تھے بہت درویش اور مرید خادم ہمراہ تھے اور شاہ غریب صاحب بھی ہمراہ تھے چونکہ شاہ غریب صاحب نہایت غریب و مسکین تھے سب نے اپنے اپنے کپڑے شاہ غریب صاحب کی کمر پر لاد دیے آپنے کسیکو انکار نہ کیا حالانکہ انکو از حد تکلیف ہوئی جب موضع رام پور میں قریب رُڑکی کے پہونچے تکیہ میں ٹھیرے۔ سب درویشان عالیمقام اور صوفیاء کرام نے سولانی ندی میں وضو کیا اور ارادہ کیا کہ ذکر کرتے ہوئے پیران کلیر شریف پہونچیں تو اوسوقت شیخ محمد جی مراقبہ میں تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ مخدوم صاحب روضہ شریف کے گنبد پر تشریف فرما ہیں اور جملہ درویشان عظام کو رومال سے اشارہ فرماتے ہیں کہ چلے آؤ اور

شیخ محمد جی سے فرماتے ہیں کہ تم میرے ہاں مت آئیو جب تک کہ میرے غریب کا حق ادا نکرو تو آپ نے عرض کیا کہ آپکا غریب کونسا ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ غریب اوس کا نام ہے اور غریب اوسکی عادت ہے اور غریب اوسکی قوم غریب اوسکی صورت ہے اختیار پور کا رہنے والا ہے شیخ محمد جی نے التماس کیا کہ میں آپکے دربار میں حاضر ہوکر اوسکا حق ادا کردوں گا آپ نے فرمایا اوسی جگہ یعنے رام پور کے تکیہ میں ادا کر کے آئیو جب آپنے مراقبہ سے سر مبارک اوٹھایا غریب کہکر پکارا چونکہ صدہا مرید آپکے اس نام کے تھے اور فرمایا کہ وہ غریب جو اختیار پور کا رہنے والا ہے فوراً تلاش کر کے پیش کیا گیا کہ یہہ ہیں آپ نے فرمایا کہ غسل کر آ اپنے سولائی ندی میں غسل کیا جب غسل کر کے آئے تب شیخ محمد جی نے اپنے روبرو بٹھلایا او اسرار حق تلقین فرمائے اور اسم اعظم سکھایا اور نسبت صوری ومعنوی منتقل کی اور فرمایا کہ اسکو خلافت جناب مخدوم صاحب نے عطا فرمائی جو شخص کہ خوشنودی مخدوم صاحب کی چاہتا ہو تو انکو پالکی پہ بٹھلا کر اپنا کندہا لگادے یہ سنتے ہی سب پیر بھائیوں نے آپکو پالکی میں سوار کرایا اور کسی نے کندہا اور کسی نے ہاتھہ لگایا اور سولائی کے پار اوتارا جب اس عزت کے ساتھہ پیران کلیر شریف پہونچے اور عرس کر کے واپس آئے اور یہ مقبولیت آپکی شیخ محمد جی کی بیوی صاحبہ نے سنی تو اونکو دروازہ پر بلا کر خادمہ یعنے باندی سے کہدیا کہ تم اپنے مرشد کا چراغ جلنا چاہتے ہو یا نہیں جواب دیا کہ ایسا کون کمبخت ہے جو اپنے پیر کا چراغ جلنا نچاہتا ہو پھر بیوی صاحبہ نے فرمایا کہ اولاد تو اونکی ہے نہیں چراغ کون جلاویگا۔ آپنے خادمہ سے کہا کہ مائی صاحبہ سے دریافت کرو کہ کچھہ اولاد کی خواہش ہے۔ معلوم ہوا کہ ہے۔ آپنے فرمایا کہ اچھا ابتو غریب اولاد ہی لیکر حاضر ہوگا۔ آپ اوسیوقت صدر پور کی جھیل میں ناف تک پانی میں گر کر دعا کرنے لگے اگرچہ بباعث موسم سرما پانی میں از حد تکلیف ہوئی مگر آپنے یہ عرض کیا کہ میں اسی جگہ ہلاک ہو جاؤنگا۔ لیکن نامراد نجاؤں گا۔ اور یہہ مناجات جناب باری تعالےٰ میں کرنے لگے کہ جس کا مضمون احقر نے نظم کردیا اور وہی لفظ رکہے جو آپکی زبان مبارک سے نکلے تھے۔

مناجات

اے مرے اللہ علام الغیوب　　اے مرے اللہ ستار العیوب　　اے مرے اللہ توہی ہے رحیم

اے مرے اللہ توہی ہے کریم
التجا یہ لیکے آیا ہے غریب
اس جگہ رورو کے میں مرجاؤنگا
کافروں کی بہی تو سنتا ہے قدیر
دے خوشی مجھکو تو مثل روز عید

اے مرے اللہ ہے توہی غفور
دے پسر مرشد کو جلدی اے مجیب
گرچہ میں اس عرض کے قابل نہیں
سگ ترے در کا ہے یہ عاصی فقیر
کر تو عاصی کی دعا جلدی قبول

اے مرے اللہ ہے توہی شکور
نامرادی سے نہ پھر کر جاؤں گا
ہے مگر تو رحمت اللعالمیں
تیرے فضل ورحم سے کیا ہے بعید
صدقہ احمد کا پے آل بتول

چنانچہ پہلی شب میں آپ کو الہام ہوا کہ تیرے پیر کے یک اولاد ہوگی آپنے عرض کیا کہ تو وہاب ہے اور زیادہ دے حکم ہوا کہ دو بیٹے ہوں گے عرض کیا کہ اور زیادہ دے حکم ہوا کہ تین ہوں گے پھر عرض کیا کہ اور زیادہ دے حکم ہوا کہ چار ہوں گے پھر عرض کیا کہ چاروں حافظ وعالم وصوفی ہوں پھر غوث عالم مکاشفہ میں معلوم ہوا کہ غریب اللہ شاہ کچھہ خدا سے ضد کر رہا ہے۔ اوسیوقت صورت روحانی آپکی وہاں پہونچی اور کہا اس ضد سے باز آؤ جو کچھہ ملا اوسپر شکر خداوندی ادا کر کے چلے آؤ اوسیوقت آپ شکر خداوندی ادا کر کے چلے آئے بعد نماز اشراق دروازہ پر جا کر بیوی صاحبہ کو خوشخبری سنائی وہاں سے واپس ہوکر پیر ومرشد کے سلام کو حاضر ہوئے پیر ومرشد ان سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اب تمکو بار بار پیرزادیاں تنگ کریں گی تم اختیار پور کو چلے جاؤ۔ آپ فوراً اختیار پور چلے آئے اور مسند ارشاد پر بیٹھے اور لنگر مساکین ومحتاج کو جاری کیا اور بہت سے طالبان خدا کو خدا رسیدہ کیا اور تین خلیفہ کئے۔ ایک سید شاہ علی شاہ دوسرے شیخ محمد اعظم شاہ تیسرے فرزند کبیر اور ۱۳۔ رمضان شریف ۱۱۳۳ھ ہجری کو وفات پائی۔

قطعہ تاریخ

آن غریب اللہ شاہ بندہ نواز
بود شاہے بکسوت درویش
زیں جہاں چوں بآسماں بر شد

گشت از وا اختیار پور ممتاز
شیخ اکبر وحید دور خویش
سال تاریخ شیخ اکبر شد ۱۱۳۳

مشہور ہے کہ جب اختیار پور میں شاہ غریب اللہ غریب نواز مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور شہرت عام ہوئی تو ایک مرتبہ آپنے باشندگان اختیار پور سے فرمایا کہ شبکو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام

تشریف لائے اور یہہ فرمایا کہ یہاں کو دریا جاری ہوگا تم یہاں سے اوٹھہ جاؤ اور جو جگہ پسند کرو وہاں آباد ہو جاؤ۔ اکثر لوگوں نے بباعث جہالت آپکے فرمانے کا یقین نہ کیا مگر آپ اگلے روز مقام اندری گوڑہ کو تشریف لے گئے اختیار پور میں بعد تین روز کے اسقدر پانی برسا کہ شاہ نہر کی طغیانی سے تمام اختیار پور بہہ گیا اور بہت کچھہ بستیاں بہہ گئیں جو کچھہ آدمی ڈوبتے تیرتے باقی رہے وہ آپکی خدمت بابرکت میں مقام گوڑہ حاضر ہوئے آپنے دو موضع آباد کئے چنانچہ وہ آج تک آباد ہیں اور اختیار پور ویران ہے اور آپ تا حین حیات گوڑہ میں رہے اور وہیں وفات پائی مگر آپکے صاحبزادوں نے اختیار پور کے باغ میں دفن کیا وہیں آپکا روضہ شریف ہے دوسری نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ مریدوں میں تشریف لے گئے بعد کھانا کھانے کے ایک مرید دودھ بھینس کا لایا آپنے نوش فرمایا باقی ماندہ اپنے چھوٹے بیٹے کو عطا فرمایا صاحبزادہ نے کہا کہ اسکا دودھ بہت خوش ذائقہ ہے اس بھینس کا گوشت بھی بہت عمدہ ہوگا وہ مرید بااعتقاد لگے روز وہی بھینس ذبح کرکے اور کئی طرح کا گوشت یعنے کباب و کوفتہ و سادہ پکا کر حضرت کے دسترخوان پر لایا بعد کھانا کھانے کے پوچھا کہ آج دودھ نہیں آیا مرید نے دست بستہ عرض کیا کہ وہ بھینس ذبح ہو گئی یہہ گوشت اوسی بھینس کا ہے آپنے فرمایا کہ وہ بھینس کیوں ذبح کی مرید نے عرض کیا کہ صاحبزادہ نے گوشت پسند کیا تہا اسواسطے میں اوسکو ذبح کرکے گوشت پکوایا صاحبزادہ پر بھینس تو کیا جان و مال بھی نثار ہے حضرت غریب اللہ شاہ غریب نواز بطریق غصہ بیٹے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کل کو کسی کی بہو بیٹی پسند کریگا اور کہیگا کہ میری ساتھہ نکاح کردو ایسا بے صبر ہمارے گھر میں نہونا چاہیئے یہاں سے دور ہو قابل ہمارے ساتھہ کے نہیں حضرت کا یہہ فرمانا تہا کہ فوراً صاحبزادہ کو جنون ہوا اور وہاں سے نکل گیا اور لاہور میں جاکر مرگیا۔ علاوہ ازیں آپ سے بہت کچھہ کرامتیں ظہور میں آئیں اس مختصر میں گنجایش نہیں ورنہ دفتر عظیم ہو جائے گا۔

ذکر حضرت شیخ محمد اعظم شاہ صاحب رنبوی[۴۳] کہ ولادت آپکی سنہ ۱۰۵۰ ہجری میں مقام موضع رنبہ میں ہوئی جبکہ عمر آپکی پندرہ برس کی ہوئی تو آمد و رفت آپکی شاہ غریب اللہ غریب نواز کی خدمت بابرکت میں بمقام موضع اختیار پور میں شروع ہوئی جب آپکی برکات بہت سی دیکھیں تو سترہ برس کی عمر میں بیعت کی اور تعلیم طریقہ پیران چشت حاصل کی تہوڑی مدت کے بعد یہ عادت اختیار کی کہ دنکو بیت کا کام

ذکر حضرت شیخ محمد اعظم صاحب رضی اللہ عنہ [illegible]

کرتے تھے اور شبکو پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر رہتے تھے جب تکمیل تعلیم ہو چکی تو پیر و مرشد نے خرقہ خلافت پہنایا۔ اور رنبہ کو رخصت کیا آپنے طریقہ گمنامی کا اختیار کیا یہانتک کہ شاہ غریب اللہ جی انتقال فرما گئے اور آپنے جبتک کوئی مرید نکیا۔ ایک روز آپکے بڑے پیر بہائی سید شاہ علی صاحب فرمانے لگے کہ بہائی اسی گمنامی کے ساتھہ قبر میں جاؤ گے کسیکو تعلیم بھی کرو گے آپنے فرمایا کہ اس زمانہ میں بہت نادر و کمیاب طالبان خدا ہیں کیونکر دفتر ارشاد پھیلاؤں۔ لیک جوان جو حضرت پیر و مرشد کا بھیجا ہوا ہے اوسیکو تعلیم کروں گا باقی خیریت ہے۔ اونہوں نے فرمایا کہ جو لوگ آپسے عقیدت مند ہیں وہ فیض سے محروم رہجاویں گے اور ایسا نہونا چاہیئے اوسوقت اونکے کہنے سے چند آدمی آپنے مرید کئے اور خلیفہ شاہ محمد جمال محبوب الٰہی کو کیا اور چہارم رجب المرجب سنہ ۱۱۴۴ ہجری میں انتقال کیا۔

قطعہ تاریخ

آں محمد اعظم شیخ الزماں — شد مشرف رنبہ از وے بیگماں

بود نعم العبد چوں آں سرور دیں — مقتدائے خلق با صدق و یقیں

سال نقلش از پئے وصف مرید — گشت نعم العبد فی خلق مجید

۱۱۴۴

نقل ہے کہ رنبہ والے راجپوت جو کہ ابتک شیر خانی مشہور ہیں ایک مرتبہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمکو قرضداروں کا قرضہ بہت دینا ہے اور پیداوار کم ہے کسطرح قرضداروں سے سبکدوش ہوں گے آپنے ارشاد فرمایا کہ جو غلہ پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے اور وہ کسقدر ہے راجپوت غلہ لے گئے۔ حضرت نے غلہ پر اپنی چادر ڈہانپ دی اور فرمایا کہ جن لوگوں کو دینا ہے وزن کر کر انکو دیتے جاؤ چنانچہ سب قرضداروں کو دیدیا قریب آٹھہ سو من کے صرف ہوا مگر پہر بہی بہت کچھہ بچ رہا۔ اوسوقت ارشاد فرمایا کہ فقرا و مساکین کو تقسیم کرو ابتک یہہ بات مشہور ہے۔ نقل ہے کہ گنگوہ شریف میں ایک مرتبہ عرس تہا بہت کچھہ صوفیا کرام جمع تھے حضرت سید بہیک شاہ صاحب نے فرمایا کہ شاہ محمد اعظم نہیں آئے اور یہہ آپنے قریب مغرب کے کہا تہا کہ کسی صوفی نے کہا کہ وہ اگرچہ فقیر ہے اونکی فقیری ایسی ہے کہ کی تو کی اور چہوڑ دی تو چہوڑ دی شاہ محمد اعظم قریب موضع رنبہ کے جاتے تھے آپنے ہمرائیوں سے فرمایا کہ لوگ میری غیبت کر رہے ہیں اب ہیں

گنگوہ کو جاتا ہوں تم میں سے کوئی میرے ساتھ چلتا ہے اونمیں سے دو آدمی ساتھ ہوئے اور
آپ دومنٹ میں دریاے جمن پہ پہونچے اوسوقت دریاے جمن نہایت طغیانی پر تھا آپنے
جمنا پر اپنی چادر مبارک بچھادی اور اوسپر مع ہمراہیان بیٹھ کر پار ہو گئے اور طرفۃ العین میں گنگوہ
پہونچے کہ اوسوقت سید شاہ بھیک صاحب نماز مغرب پڑھ چکے تھے مسجد کے اندر باواز بلند پکارا
کہ کون ہے تو اونکے چچا پیر شاہ سوندہا جی نے فرمایا کہ وہی انگہر فقیر ہے کہ جسکو تم کہتے تھے کہ انگھر کی
فقیری ہی کیا ہے کی توکی چھوڑ دی تو چھوڑ دی اس کرامت کو دیکھکر جملہ صوفیاے کرام متعجب ہوگئے
اور دل میں شوکت وعظمت حضرت کی سماگئی تھوڑی مدت کے بعد انتقال فرمایا مگر جب حضرت
محمد اعظم صاحب کا مزار شریف پختہ بنایا تو شب کو پھٹ کر دور جا پڑا۔ پھر تھوڑے سے عرصہ کے بعد
حافظ فرید بخش خلیفہ مولانا سید غلام علی شاہ نے تیار کیا پھر پھٹ گیا۔ اوسوقت حافظ جی نے
مزار کے قریب مؤدب کھڑے ہوکر عرض کیا کہ آپنے تو گمنامی پسند کی ہے آپکو روضہ وقبر کی کچھ
حاجت نہیں مگر ہم روسیاہوں کو کیوں ثواب سے محروم رکھتے ہو کوئی آپکے سلسلہ کا قبر پر
اگر فاتحہ تو پڑھ لیا کریگا قبر کے بنجانے میں آپکا کچھ ہرج نہیں اور ہم لوگوں کو ثواب دارین ملیگا پھر
اجازت دی اور کہا کھلی قبر رکھنا گنبد نہ بنانا چنانچہ پھر بنایا گیا تو شق نہوا اور آجتک موجود ہے
علاوہ اسکے بہت کچھ ایسی کرامتیں آپکی ظہور میں آئیں۔

ذکر شاہ محمد جمال صاحب رنبوی

ذکر شاہ محمد جمال صاحب رنبوی آپ ۱۱۰۱ھ ہجری میں مقام سل پھائی میں تولد ہوئے
ایک روز حضرت سید شاہ بھیک تھانیسری دائرہ شریف کو جاتے تھے سل پھائی میں نماز کا وقت
ہوگیا آپ نماز کے واسطے ٹھیرے حضرت شاہ جمال دو لوٹے پانی کے وضو کے واسطے
لائے اور عرض کیا کہ آپکو میں وضو کراؤں گا۔ آپ وضو کرتے جاتے تھے اور شاہ جمال کو
باربار دیکھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ جوان کی صورت پر محبوبیت برستی ہے آپ نماز
پڑھ کر دائرہ شریف آئے اور شاہ جمال اوسیوقت تلاش مرشد میں نکلے اور موضع اخدیار پور
میں شاہ غریب اللہ غریب نواز کیخدمت میں حاضر ہوئے آپنے فرمایا کہ رنبہ میں پاس شیخ محمد اعظم
کے جاؤ یہ وہاں سے چلے جب رنبہ کی حد میں پہونچے شیخ محمد اعظم کا پتہ پوچھا ایک چرواہے نے
بتلایا کہ وہاں جوت رہے ہیں یہ اپنے دل میں رنجیدہ ہوئے کہ یہ ہل کا جوتنے والا مجھکو کیا خدا رسیدہ

کریگا اس خیال کے آتے ہی یہ راستہ بھول گئے اور پیچھے کو لوٹے حیران تھے کہ میری نظر سے شیخ
محمد اعظم صاحب کہاں غائب ہو گئے چلتے چلتے اختیار پور پہونچے شاہ غریب اللہ جی نے فرمایا کہ
کیوں لوٹ آیا آپنے عرض کیا کہ میں شیخ محمد اعظم صاحب کے کھیت سے راستہ بھول آیا ہوں
آپنے فرمایا کہ تیرے دل میں کچھ خیال فاسد آیا ہوگا آپنے اپنے خیالات عرض کئے شاہ غریب اللہ جی
نے فرمایا کہ ان خیالات سے توبہ کر کے دل کو پاک کر کے پھر وہیں جاؤ دوبارہ پھر حاضر ہوئے تو
آپکو پہلی جگہ پر دیکھا شیخ محمد اعظم نے جنگل میں آپکو پہر لیا اور طے کے روزہ کا حکم فرمایا اور بموجب
طریقہ پیران چشت کے چوتھی شب میں غسل کرا کر اپنے سامنے بٹھلایا اور نسبت صابری منتقل
فرمائی شاہ محمد جمال عرض کرنے لگے کہ میں مر جاؤں گا میرا پیٹ پھٹا جاتا ہے میں اس اسرار کا
متحمل نہونگا آپنے فرمایا کہ تو تو پہلے ہی مرا جاتا تھا کہ پھر اطمینان کیا کرینگے اچھا چند روز بترکیب
تعلیمی مجاہدہ کرو کہ تم میں اور طلب پیدا ہو اور پھر آپنے ذکر جہر و ذکر ارہ تعلیم فرمایا اور چند ہی روز
کے بعد ذکر حدادیہ وجاروب وچوضربی بتائی کہ اسمیں شاہ محمد جمال کا حال دگرگوں ہوگیا اور زیادہ
طلب پیدا ہوئی اوسوقت حضرت نے شغل اسم ذات ونفی اثبات بتایا مگر پھر بھی شاہ محمد جمال کی
طلب پوری نہوئی جب حضرت نے اونکا حال دوسرا دیکھا تو فوراً شغل محمدیہ وسہ پایہ وسلطانا نصیرا
وسلطانا محمودا ومراقبہ اول تعلیم فرمایا چند ہی روز مشغول رہنے میں شاہ محمد جمال کا یہ حال ہوا کہ بجائے
شغل محمدیہ وسہ پایہ کے مقام سلطان الاذکار وسرمدی وبساط حاصل ہوا کہ جسکی نسبت کسیکا یہ
قول ہے۔ چوں جرس بانگ می آید آواز حق بگوباید۔ اور ایسا ہی حافظ صاحب فرماتے ہیں۔
کس ندانست کہ منزل گہہ آں یار کجاست ٭ ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے مے آید۔ بعض کے نزدیک
یہی مقصود ہے مگر نہیں آگے بھی ہے۔ اور شغل سلطانا نصیرا ومحمودا میں یہ حال ہوا کہ شغل
شمسی وقمری کی ضرورت نہ رہی کہ ہفت آسمان وزمین وعرش کرسی کی سیر وانکشاف ہونے لگا
اور مراقبہ اول میں نوبت بقا کو پہونچی جب حضرت نے یہ حالت شاہ محمد جمال صاحب کی دیکھی
تو فرمایا کہ تمکو کوئی ضرورت نہیں مگر براے تعلیم دوسروں کے کسب پورا ہونا بہتر ہے اور پھر آپنے
شغل سلطان الاذکار وسرمدی وبساط وشمسی وقمری ومراقبہ ہاے تلقین کئے او خرقہ خلافت کا
پہنا کر مسند ارشاد پر بٹھلایا جب آپکے ارشاد کا شہرہ دور تک ہوا تو بہت سے طالبان خدا خدا آگاہ

ہوئے منجملہ اونکے شاہ محمد حیات صاحب وخلیفہ نور محمد صاحب ومیران منظر جہان محمد صاحب عزیز
ہیں۔ نقل ہے کہ حضرت شاہ محمد جمال صاحب ایکروز مقام کرنال میں قلندر صاحب کے عرس میں یک
ہوئے اور راگ سننے لگے آپکو اسقدر وجد ہوا کہ آپنے تمام کپڑے قوالوں کو دیدئے تو اوسوقت
غلاف روضہ قلندر صاحب کا از خود شیخ محمد جمال کے اوپر آپہونچا تو آپنے اوسوقت قوالی موقوف
کی اور فرمایا کہ اب مجھکو کفن ملگیا اگلا عرس مجھکو نصیب نہو گا لگلے روز وہانسے رنبہ کو آئے تو شاہ
چاند صاحب ایک اولیا اللہ سہروردی مبارک بادی کو آئے اور فرمایا کہ کل تمکو چادر محبوبیت کی ملی ہے
اور تم محبوب ہوئے۔ تمہارا بہت بڑا روضہ بنیگا اور قیامت تک تمہارا فیض جاری رہے گا
نقل ہے کہ ایک حکیم کرنال میں آپکی ملاقات کو آئے اور کہنے لگے کہ آپنے نفس کو بہت موٹا کر رکھا ہے آپنے
فرمایا کہ جب نفس مرجاتا ہے تو پہول جاتا ہے حکیم صاحب نے جواب دیا کہ مرے ہوئے میں خون
نہیں ہوتا ہے پانی ہو جاتا ہے آپکے بدن میں نشتر لگا کر دیکھوں کہ خون ہے کہ نہیں آپنے فرمایا
دیکھلو حکیم صاحب نے نشتر جو لگایا تو آپکے بدن سے پانی نکلا اوسوقت حکیم صاحب متعجب ہو کر
معتقد ہوئے عرض کیا کہ مجھے مرید کرلو آپنے فرمایا کہ معجزہ دکہلانا کام پیغمبروں کا ہے اور طلب کرنا
کام کافروں کا ہے اب تو مرتد طریقت ہوگیا لائق مرید کرنے کے نہیں اللہ اللہ کیا باکرامت اولیاء اللہ
ہیں۔ نقل ہے کہ بعد وفات شاہ محمد جمال صاحب کے جب خان محمد خاں نے آپکا روضہ مبارک بنوایا
اور نواب صاحب کے خزانہ سے روپیہ لیا اس خیال سے کہ میں اپنی تنخواہ سے ادا کردونگا
مخبروں نے نواب صاحب کو خبر دی کہ خان محمد خاں نے ہزار روپیہ آپکا اپنے پیر کے روضہ پر
لگایا۔ نواب صاحب نے انکو کنج پورہ طلب کرکے قلعہ میں تہ خانہ کے اندر بند کرا دیا اور کہا کہ تا زندگی
اسکو نہچوڑونگا اگر اسکے پیر میں کچھ کرامت ہے تو اسے تہ خانہ سے نکال لیجاوینگے چنانچہ
اوسی روز رات کو ۱۲ بجے حضرت شاہ محمد جمال تشریف لائے اور خان محمد خاں سے کہا کہ چل خان
مذکور نے عرض کیا کہ میں تہ خانہ میں بند ہوں کسطرح نکل نہیں سکتا آپنے فرمایا کہ تو باہر ہے ہاتھ
پکڑ کر باہر نکال لیا خان مذکور نے پھر عرض کیا کہ سپاہی پہرہ والے موقوف ہو جاوینگے اور نواب
اونکو الزام لگاویگا کہ سازش سے نکالدیا آپنے فرمایا کہ نواب کو اطلاع کردو چوری سے ہرگز نہ چلو
خان محمد خاں قریب مکان نواب صاحب گئے۔ اور بآواز بلند کہا کہ نواب صاحب مجھکو میرے پیر ومرشد

شاہ محمد جمال لئے جاتے ہیں اگر آپسے روکا جاوے تو روک لیجئے اتنا کہکر آپ اپنے پیر کے ساتھ
چلے آئے اور طرفۃ العین میں موضع رنبہ کو پہونچے اور نواب صاحب نے حکم دیا کہ قفل جیلخانہ
اور تہہ خانہ کے دیکھو بلکہ نواب صاحب خود آئے اور مشعلیں روشن کرا کر سب قفل دیکھے
کہ مکان سب مقفل بدستور ہیں قفل کھلوا کر دیکھا کہ تہہ خانہ بھی مقفل ہے اور خان محمد تہہ خانہ میں
نہیں ہیں اوسیوقت منشی پیشی کو بلوا کر فرمان معافی بنام خان محمد لکھوایا کہ سب مال تمکو معاف کیا
اور تنخواہ تمہاری پانسو روپے تھے آجکی تاریخ سے ہزار روپیہ ماہوار مقرر کئے اور سواری رتھہ
خاص بھیجا اور سپاہی اردلی روانہ کئے اور نہایت تعظیم وتکریم سے بلایا اور تمام خزانے جنید ون
وگنج پورہ واندری کے سپرد کئے چنانچہ روضہ خان محمد خاں کا جنیدون میں موجود ہے بہت سی کرامتیں
آپسے ظہور میں آئیں اور آپنے دو خلیفہ کئے ایک تو خلیفہ نور محمد صاحب دوسرے شاہ محمد حیات صاحب
اور شاہ غلام علی صاحب کو سپرد شاہ محمد حیات صاحب کیا عمر آپکی پچہتر برس کی ہوئی ۲۹ شعبان ۱۱۰۰ھ
ہجری کو انتقال فرمایا روضہ مبارک آپکا موضع رنبہ میں ہے۔

قطعہ تاریخ

پیشوائے رہنوی شاہ محمد باجمال　　کرد زیں دار فنا چوں سوے عقبیٰ ارتحال
بود نعم العبد چوں در خلق آں مرد سعید　　سال وصل گفتش نعم العبد فی خلق المجید
۱۱۳۵ھ

ذکر شاہ محمد حیات صاحب

ذکر شاہ محمد حیات صاحب آپ موضع سل پہانی میں ۱۱۲۱ ہجری میں پیدا ہوئے وجہ درویشی
انکے بزرگوں سے یوں مشہور ہے کہ موضع باری پہگانہ کو ایک روز کسی برات میں آپ تشریف
لیگئے تھے جنگل میں جو براتیوں نے گھوڑے دوڑائے تو انکی تلوار نکل پڑی آپ نے گھوڑا
لوٹا کر تلوار اوٹھائی اور پھر سوار ہو کر گھوڑے دوڑائے تو ہاتف غیب سے ایک آواز سنی کہ بہت
گھوڑے دوڑائے اب باز رہو آپنے گھوڑے کو ٹھیرایا اور دیکھا کہ یہ کسکی آواز ہے کوئی نظر نہ آیا
اور متعجب ادہر اودہر دیکھنے لگے کہ پھر وہی آواز سنی اوسوقت سمجھے کہ یہ آواز ہاتف غیب
کی ہے تب کہا کہ میں اور کیا کروں جواب آیا کہ اللہ کا محبوب شاہ محمد جمال رنبہ میں موجود ہے اوس سے
طریقہ راہ خدا کا حاصل کر تب آپ گھوڑے سے اوترے ہتھیار اور جامہ گھوڑے پر رکھدیا اور
گھوڑے کو راستہ میں چھوڑ دیا آپ رنبہ کو روانہ ہوئے اور آنکر شاہ محمد جمال سے بیعت کی اور

ذکر شاہ محمد حیات صاحب

طریقہ پیران چشت حاصل کیا آپ رات دن شغل سہ پایہ رکہتے تھے جب آپکو کثرت مجاہدہ سے ضعف زیادہ ہوگیا تو ڈولی میں چلتے تھے اور پانچ کوس پر سانس لیتے تھے۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ باغ میں تھے اور آپکے اوپر حالت شوق غالب ہوئی ایک درخت شہتوت کی ڈالی پکڑکر ذکر کرنے لگے اوسوقت آپکی یہہ حالت تھی کہ کبھی آپ پچاس گز اوپر کو اور کبھی پچاس گز نیچے کو آتے تھے اور درخت شہتوت بہی آپکے ہمراہ چلتا تہا۔ بہت سے طالبان خدا کو خدا رسیدہ کیا اور خلافت تین پیر بہائیوں کو دی۔ اول مولانا غلام علی شاہ صاحب دوم میراں مظفر صاحب سوم خان محمد خاں صاحب۔ الغرض ۱۷۔ جمادی الاول ۱۱۹۲ سنہ ہجری کو انتقال فرمایا اور ملک فانی سے عالم جاودانی کو روانہ ہوئے۔

قطعہ تاریخ

آں پیر باصفاے محمد حیات شاہ ؛؛ درسل پہانی مبدء فیض عظیم بود
شیخ کریم بود چو ذات مبارکش ؛؛ سال وفات ہم شدہ شیخ کریم بود ۱۱۹۲

ذکر حضرت سید غلام علی شاہ صاحب ؒ پیدایش آپکی ۱۱۴۱ سنہ ہجری بمقام مرشد آباد ہوئی والد آپکے بہت بڑے رئیس تھے انکو علم بہت سا پڑہایا اور عالم کیا جب آپنے تمام علوم سے فراغت پائی تو شوق کیمیا و عملیات کا ہوا ہر قسم کی مخلوق سے ملے اور عملیات اور دست غیب وغیرہ حاصل کیئے پہر آپ حج بیت اللہ شریف کو گئے بعد ازاں زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے وہاں پر شوق ولی کامل کے ملنے کا ہوا تلاش ولی میں بہت سے پہرے پہر کسی شخص نے کہا کہ آفتاب کے روبرو چراغ روشن نہیں رہتا مکہ مدینہ میں کوئی ولی نہ ملیگا جو ولی یہاں آتے ہیں اپنی کرامت ظاہر نہیں کرتے مثل عام لوگوں کے رہتے ہیں تب آپ ہندوستان کو واپس آئے اور اجمیر شریف پہونچے وہاں پر بھی جیسے اوصاف کا ولی آپ تلاش کرتے تھے نہ ملا۔ اور پہر آپ دہلی و پانی پت آئے کسی شخص نے کہا کہ قلندر صاحب نے کوئی ہاتھہ پکڑ مرید نہیں کیا مگر آپکی قبر سے سیکڑوں ولی ہوتے ہیں پوچھا کونسی قبر ہے کہا کرنال کی قبر ہے تب آپ کرنال آئے اور قبر کے پاس جاکر مؤدب بیٹھے قلندر صاحب نے فرمایا کہ تو شہر میں چلا جا میں تیرے پیر کو بتادوں گا آپ اوٹھکر قصابوں کے محلہ میں چلے گئے غیب کو گیا

ذکر حضرت سید غلام علی شاہ صاحب

دیکھتے ہیں کہ ایک گھوڑے پر قلندر صاحب سوار ہیں اور دوسرے گھوڑے پر شاہ محمد جمال سوار ہیں فرمایا کہ تیرا پیر یہہ ہے رہتہ میں اسکا مکان ہے شاہ محمد جمال اسکا نام ہے۔ فجر کو آپ اوٹھے اور رہتہ کو چلے وہ جو خواب میں شکل دیکھی تھی وہ ظاہر میں نہ پائی آپکی گفتگو بھی دیہاتی دیکھی کسی شخص سے پوچھا کہ آپ کی قوم کیا ہے اوس نے کہا کہ راجپوت پوچھا کہ کچھہ پڑہے بہی ہیں کہا کہ کچھہ نہیں اوسوقت اونکو یہ خیال ہوا کہ نہ تو قوم کے سید ہیں اور نہ کچھہ پڑہا لکھا اور بدن کے موٹے ہیں میرا خواب غلط تہا واپس آئے۔ آپ اوسی حالت تفکر میں روتے روتے اور یہ مناجات کرتے ہوئے تہوڑی دیر کو جنگل میں سو گئے۔

مناجات

اے کریم اے کارساز بیکساں ؛؛ اے شہنشاہ زمین و آسماں
تیری رحیم ہے ذات رحمٰں تو ہے ؛؛ تیرے صدقے اے مرے رب کریم
تیری رحمت سے مجھے امید ہے ؛؛ تیرا عاشق زندہ جاوید ہے
میں ہوں عاصی اور تو آمرزگار ؛؛ بخشدے میرے گنہ پروردگار
میرے دل سے حب دنیا دور کر ؛؛ نفس کو میرے سدا مجبور کر
اے خدا بہر جناب مصطفٰے ؛؛ اے خدا بہر علی مرتضٰے
راز دل بے شبہ ہے تجہپر عیاں ؛؛ سر وحدت ہے مگر مجہپر نہاں
کر مری امداد اے رب جلیل ؛؛ بہر آدم بہر موسے و خلیل
وشت میں توحید کے میں ہوں رواں ؛؛ گلشن دل میں رہوں میں گل فشاں
مثل قمری دم ترا بھرتا رہوں ؛؛ دم ترا بھرتا رہوں جبتک رہوں
فقر کی کملی عطا کر اے خدا ؛؛ دونوں عالم میں بھلا ہوتا مرا
خاندان چشت میں ہو خاتمہ ؛؛ مرتے دم ہو حب آل فاطمہ
ہند میں سلطاں جو ہیں غربا نواز ؛؛ رات دن اون سے رہیں راز و نیاز
یاالٰہی بہر ختم المرسلیں ؛؛ مومنوں کو کر عطا خلد بریں

پہر دوسری شب میں قلندر صاحب نے فرمایا کہ رہتہ کو جا شاہ محمد جمال کے پاس وہی ہے شاہ محمد جمال

جو تونے دیکھا پھر صبح کو گئے اور دیکھکر لوٹ آئے اور جنگل میں یہ ارادہ کرکے بیٹھے کہ تمام عمر یاد
خدا میں اسی جگہ رہونگا اور کسیکو پیر نکردں گا تب رات کو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بہت بڑا اژدہا
ہے اور اوس نے مجکو پیر پکڑکر کھانا شروع کیا یہ اپنے عملیات پڑہتے تھے کچھ اثر نہ ہوتا تھا
جب ناف تک بدن آپ کا اوسکے منہ میں پہونچا اوسوقت کہا کہ یا محمد جمال اسوقت میری
دستگیری کرو اوسیوقت کیا دیکھتے ہیں کہ گھوڑے پر سوار ہیں اور نزدیک آپہونچے اور
اژدہے کے برچھا مارا اوس نے اگلنا شروع کیا یہانتک کہ تمام بدن اوگل دیا پھر آپ کی صورت
وہاں سے غائب ہوگئی جب انکو حضرت شاہ محمد جمال کی ولایت کا یقین ہوا صبح کو رنبہ پہونچے
اور آپکی خدمت میں پہونچکر اپنے سیر وسفر کی باتیں کرتے رہے جب ظہر کا وقت ہوا شاہ محمد جمال
نے اذان پڑہی اور سنتیں پڑہکر تکبیر پڑہی اور فرمایا کہ مولوی صاحب نماز پڑہاؤ مولوی صاحب نے
دل میں خیال کیا کہ عالم کی نماز امی کے پیچھے نہیں ہوتی اس خیال کے آتے ہی سب علم انکا سلب
ہوگیا مولوی صاحب محض امی کھڑے رہگئے۔ پھر مولوی صاحب نے کہا کہ حضرت آپ ہی نماز
پڑہادیں میرا علم بالکل سلب ہوگیا ہے آپ نے فرمایا کہ تو نے صفاتیوں سے نسبت حاصل
کی ہے اور فقیروں کے ساتھہ مشغول نہیں رہا ذات کا خاصہ ہے کہ صفاتیوں پر غالب رہتی ہے
تب آپ اپنے علم کے خیال سے خالی ہوکر بیعت ہوئے اور طریقہ پیران چشت کا حاصل
کیا اور کمال کو پہونچے اور شاہ محمد حیات صاحب کے سپرد کئے اور وہاں سے خلافت عطا
ہوئی معمول آپکا یہ تھا کہ ایک بجے رات کے اوٹھتے اور دو بجے تک نماز تہجد سے فارغ ہوکر ذکر
اذکار میں مشغول رہتے تھے اور بعد نماز فجر اشراق تک مراقبہ میں رہتے تھے اور بعد اشراق کے
کچھ دیر تک دنیا داروں کا کام کرتے تھے پھر کھانا کھاکر دوپہر کو لیٹ جاتے تھے بعد نماز ظہر وعظ
ونصیحت کی تعلیم کرتے تھے بعد نماز عصر ذکر اذکار میں برائے تعلیم یاروں کے مشغول رہتے
تھے اور بعد نماز مغرب وظیفہ وظایف وختم خواجگان وغیرہ پڑہتے تھے اور بعد کھانا کھانے کے
نماز عشا پڑہتے تھے اور پھر درود شریف پڑہتے رہتے۔ اسی طریق سے بہت سے طالبان
خدا کو خدا رسیدہ کیا خصوصًا اونمیں بارہ خلیفہ کئے۔ اول شاہ امیر الدین شاہ آبادی دوم
غلام احمد گنگوہی میاں رحمۃ اللہ شاہ گنگوہی حافظ فرید بخش رنبوی۔ حافظ خیراتی صاحب۔

امام بخش سل پہانوی شاہ عبد الحی صاحب شیخ دوندی صاحب رامپوری میاں رحمت اللہ شاہ رنبوی
مولوی مظہر علی صاحب وغیرہ دو صاحب کا مجکو پتہ نہیں معلوم ہوا۔ پھر آپنے ۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۲۰۱ ہجری
میں انتقال فرمایا۔

قطعہ تاریخ

سید و مولوی و پیر ہدیٰ — آں غلام علی شاہ زماں
سل پہانی کزو شدہ در ہند — کعبۂ احتیاج انس وجاں
بجستجو شیخ مکرم آں حضرت — گشت تاریخ وصلتش ہم آں

ذکر حضرت سید امیر الدین شاہ آبادی

جد اعلے آپکے سید خراسانی اولاد حضرت امام جعفر
صادق سید حسینی ہیں سنہ تولد آپ کا ۱۱۷۳ ہجری ۴ جمادی الاول روز جمعہ ہوا آٹھہ برس کی عمر میں
قرآن شریف ختم کرکے فارسی پڑھی سترہ برس کی عمر میں شوق پڑہنے کا ترک کردیا اس بات کا والدین کو بہت
رنج تھا اور خیال ہوا کہ انکو دنیا کے کاروبار پر لگادیا جائے اور شادی کردی جائے چنانچہ بیس برس کی عمر
میں آپ کی شادی کردی بعد شادی کے بھی حال آپ کا بدستور رہا اتفاق سے مولانا غلام علی شاہ صاحب
وہاں تشریف لے گئے آپ کے والد نے مولانا صاحب سے عرض کیا کہ ہمارا لڑکا بہت نالایق ہے
نہ دین کے کام کا نہ دنیا کے آپنے فرمایا کہ دین کے کام کا تو ہوجاویگا۔ اگر تم اوسکو آزاد کردو والدین نے
عرض کیا کہ ہم اسمیں بہت خوش ہیں آپنے فرمایا کہ کہاں ہے تمہارا لڑکا۔ اونکے والد ساتھہ ہوئے اور
جہاں وہ بیٹھے تھے بتایا شاہ صاحب نے توجہ کی فورًا طبیعت شاہ امیر الدین کی متوجہ الے اللہ ہوگئی
اگلے روز مولانا صاحب سل پہانی تشریف لیگئے اور شاہ امیر الدین تمام دن بیقرار رہے اور ہر شخص سے دریافت
کرتے تھے کہ مولانا صاحب کہاں تشریف لیگئے جسوقت آپ کو پتہ ملا کہ سل پہانی کو تشریف لیگئے فورًا
وہاں کو چلے اور اگلے روز سل پہانی پہونچے تین روز مولانا صاحب کے پاس رہے چوتھے روز مولانا صاحب
دایرہ شریف کو جانے لگے یہ ہمراہ ہوئے جب قریب دریائے مارکنڈہ کے پہونچے مولانا صاحب نے
فرمایا کہ یہیں ٹھہرو شاہ امیر الدین صاحب راستہ میں بیٹھہ گئے جب مولانا صاحب دائرہ شریف پہونچ
گئے تو امیر الدین صاحب کے دل میں یہ خیال ہوا کہ آدمی مجکو دریافت کرینگے تو یہاں کیوں بیٹھا ہے اسواسطے
چاہ خام میں جو رستہ میں تھا اوسمیں بیٹھہ گئے اوپر اسکے کانٹوں کی چھاپ ڈال لی اور اللہ اللہ کرنے لگے

اسی طرح تین روز گذرے جب پہر مولانا صاحب واپس آئے تو آواز اللہ اللہ کرنیکی سُنی فرمایا درویشوں کو دیکھو کون ہے کاٹنے اوٹھاکر دیکھا تو شاہ امیر الدین تہے آدمیوں نے عرض کیا کہ حضرت امیر الدین ہے آپنے فرمایا کہ اوسکو بلالو جب وہ آدمی اونکو حضرت کیخدمت میں اوٹھاکر لائے تو شاہ صاحب نے دیکھکر فرمایا کہ امیر الدین ہمنے تو یہہ کہا تہا کہ سل پہائی رہو تم یہاں پر ہی بیٹھ رہے آپنے عرض کیا کہ حضرت میں یہہ سمجہا کہ حضور نے یہہ ہی حکم فرمایا ہے کہ تو یہاں پر رہ۔ اُسیوقت مولانا صاحب اپنے ہمراہ لیکر سل پہائی کو گئے سل پہائی جاکر آپکو کہیت کی چڑیاں اوڑانے پر متعین کیا شاہ امیر الدین نے تہوڑی دیر یہہ کام کیا تہا کہ اونکو بخار آگیا مولانا صاحب نے انکو شاہ آباد بہیجدیا جب انکو کچھہ آرام ہوا تو پہر حضرت مولانا صاحب کیخدمت میں حاضر ہوئے حضرت مولانا صاحب نے خواب دیکہا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری اولاد کی حق تلفی مت کر مولانا صاحب نے یہ خواب دیکھکر پھر حکم دیا کہ تم شاہ آباد جاؤ پھر بموجب حکم کے گئے مولانا صاحب نے یہ سمجہا کہ شاید امیر الدین اپنی زوجہ سے کچھہ تعلق نہیں رکھتا اسواسطے یہ خواب مجکو معلوم ہوا مگر شاہ امیر الدین کو کب قرار تہا تین چار روز کے بعد پہر حاضر ہوئے اوسی روز مولانا صاحب نے یہ خواب دیکہا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ امیر الدین کو تعلیم کرو جا بجامت پہر اوسیہ خواب دیکھکر مولانا صاحب نے جلسہ درویشان میں فرمایا کہ مجکو بڑا تعجب ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری اولاد کی حق تلفی مت کر اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ امیر الدین کو تعلیم کر کس کے حکم کی تعمیل کروں اوسوقت ایک درویش نے عرض کی کہ حضرت باپ بیٹی کا معاملہ ہے وہ آپسمیں سمجھہ لیں گے آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے بموجب عمل کیجئے آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالےٰ ایسا ہی کیا جاویگا پہر تو شاہ امیر الدین صاحب کو مولانا صاحب نے بہت اچھی طرح تعلیم و تلقین فرمایا اور شاہ امیر الدین نے بہی آپ کو ایسے مجاہدہ میں ڈالا کہ سوائے ذکر و شغل کے اور کوئی کام نہیں تہا ضعف کا یہ حال ہوگیا کہ چلنا پہرنا دشوار تہا بعد کچھہ عرصہ کے مولانا صاحب نے اونکو مسند خلافت پر بیٹھایا اور انکو اپنا جانشین قرار دیا اور خرقہ معنوی آپ کو پہنایا پہر بعد چند روز کے مولانا صاحب نے اس عالم فانی سے رحلت فرمائی اور شاہ امیر الدین کی سجادہ نشینی قرار پائی پہر تو شاہ امیر الدین صاحب کا کچھہ اوہی حال ہوگیا جو کچھہ زبان سے نکلا فوراً پورا ہوگیا جس طرف کو ذرا تیز نظر سے دیکہا جلکر خاک سیاہ ہوگیا اوسوقت شاہ امیر الدین صاحب نے

اپنے منہ پر نقاب ڈال لیا کہ میری نظر کسیکی طرف نہ پڑے چنانچہ آپکے چہرہ پر تمام عمر نقاب ہی پڑا رہا اور بہت مخلوق خدا کو آپ سے فیض ہوا اور آپ جب کبھی کسی جلسہ یا عرس میں تشریف لیجاتے تمام فقرا باد بیٹھہ جاتے تہے اور کوئی شخص بلا کیفیت اُف نہیں کرسکتا تہا اور اگر کسی نے اُف کہا تو فوراً کان پکڑ کر اوٹھوا دیتے تہے اور چہرہ پر سے نقاب اوٹھاکر دیکھتے تہے فوراً اُس شخص کا منہ سیاہ ہوجاتا تہا اور جسکو کیفیت ہوتی تہی اوس کی نسبت مرحبا فرماتے تہے آپ کے اوپر کشف والہام کا بہت زور تھا اور آپ کو اللہ جل شانہ نے جانوروں کی زبان سمجھنے کا بہی علم عطا فرمایا تہا۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ تشریف لیئے جاتے تہے ایک بہینس آپ کے پاس آواز کرتی دوڑی ہوئی آئی آپ نے فرمایا کہ اسکے مالک کو بلاؤ جب وہ شخص آیا تو آپ نے فرمایا کہ تمنے اسکے چہہ بچے شیر خوار کٹوا دئے ہیں یہ فریاد کرتی ہے آئندہ سے پہر مت کٹوانا ورنہ یہ زندہ نہیں رہیگی اسکے کلیجے میں چہہ زخم ہوگئے ہیں اوسنے عرض کیا کہ حضرت یہ ہمیشہ کٹڑہ دیتی ہے آپ نے فرمایا کہ دینے دو۔ اوسنے آپ کے فرمانے پر کچھہ خیال نہیں کیا اور ایک سال بعد پہر اُسکے بچہ کو کٹوا دیا چنانچہ وہ بھینس فوراً مرگئی اوسکو چیر واکر دیکہا تو سات زخم اوسکے کلیجے میں تہے اسی طرح کی حکایتیں بہت ہیں کہ آپ جانور کہہ دیتے تہے اور آپ جو فرما دیتے تہے ویسا ہی ہوتا تہا اور آپ سے بہت کچھہ کرامتیں ظہور میں آئیں اس مختصر میں گنجایش نہیں آپ نے اپنا خلیفہ اعظم شاہ امام علی صاحب رامپوری کو کیا آپ کی عمر ۶۹ سال کی ہوئی ۱۲ جمادی الاول سنہ ۱۲۴۳ھ کو انتقال فرمایا روضہ مبارک آپ کا سل پہائی میں ہے

قطعہ تاریخ

رہنمائے طالباں سید امیر الدین شاہ — آنکہ گوش دہر کامل ہمچو او کمتر شنید

بادل شاداز جہاں چوں کردہ عزم انتقال — سال نقلش مظہر نور الٰہی شد پدید

ذکر حضرت شیخ امام علی صاحب رامپوری انصاری

ذکر حضرت شیخ امام علی صاحب رام پوری انصاری

پیدایش آپکی سنہ ۱۲۰۳ ہجری میں ہوئی بیس برس تک آپ نے علم تحصیل کیا بعد میں شوق آپ کو اللہ اللہ کرنے کا ہوا چونکہ آپنے دونوں شاہ صاحب کو شاہ امیر الدین کے پاس آتے جاتے دیکہا تہا تو آپ بہی شاہ امیر الدین صاحب کیخدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی چند مدت تک شاہ صاحب موصوف کیخدمت میں رہے شوق و ذوق آپ کا بہت بڑہا ہوا تھا سُنا ہے کہ جب آپ نفی اثبات کی تسبیح کرتے تہے تو آپ کبھی جوش میں آکر باہر نکل آتے اور درخت کو پکڑکر ذکر کرنے لگتے تو جب نفی کرتے تو درخت اوپر کو چڑہ جاتا۔ اور جب اثبات

کی ضرب لگاتے تو درخت مانند سجدہ کے زمین سے لگ جاتا مدت تک ایسے ہی شوق و ذوق سے بڑے
بڑے مجاہدے کئے حضرت شاہ امیر الدین صاحب نے آپکو مسند خلافت پر بٹھلایا اور خلعت معنوی پہنا
اور رامپور کو روانہ فرمایا اوسوقت شاہ امام علی صاحب نے اپنے آپ کو بلباس سپاہیانہ گم کیا تاکہ کسیکو
حال معلوم نہ ہو۔ یہاں تک کہ سپاہیوں میں نوکری کرلی اور صاحب کلکٹر کی اردلی میں رہنے لگے
ایک روز آپ کوٹھی میں کسی جگہ نماز پڑھ رہے تھے کہ صاحب کلکٹر سہارنپور اسجگہ آگیا جب آپ سجدہ
میں گئے تو اوسنے آپکے ٹھوکر ماری اور کچھ کہتا ہوا چلا آپ نے سلام پھیر کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا
اور دوسری دفعہ ہاتھ اوٹھایا تھا کہ وہ بھاگ کر کمرہ میں گھسگیا۔ دیگر اشخاص نے سمجھا کر تلوار میان
میں کرادی۔ پولیس نے فوراً گرفتار کرلیا اور بہت بڑا مقدمہ دائر عدالت ہوا اسوقت مولوی محمد
حسن صاحب آپ کے خلیفہ بہت رنجیدہ ہوئے اور پریشان و بیقرار ہوکر حضرت مخدوم صاحب
میں جاکر قصہ مذکورہ بالا کی فریاد کی فرمایا کہ اے محمد حسن ہمارے سپاہی کو کوئی نہیں ستا سکتا مولوی
صاحب باطمینان واپس تشریف لائے اودہر حاکم مجوز نے چھ ماہ کی قید کردی اوسوقت مولوی
صاحب موصوف کو کمال رنج و ملال ہوا اور پھر مخدوم صاحب میں گئے اور اپنی حالت تباہی کا حال
عرض کیا۔ فرمایا کہ اے محمد حسن ہمارا سپاہی کام کے واسطے جیلخانہ گیا ہے نہ کہ قید کیواسطے تو دیکھ
لیگا کہ وہ کیا کام کرکے آتا ہے ایک درویش بنسبت شطاریہ جیلخانہ میں ہے اوسکے پاس بھیجا گیا ہے
اسوقت مولوی صاحب کی کچھ تشفی ہوئی چنانچہ بعد چھ ماہ کے مولوی صاحب موصوف شاہ صاحب
کو جب لینے کے واسطے گئے اور شاہ صاحب جب جیلخانہ سے باہر آئے تو ایک تودہ نور معلوم ہوتا تھا
اس خوشی میں سب کلفت بھول گئے اور بیساختہ عرض کیا کہ حضرت کیا حال ہے فرمایا کہ ایک بزرگ
نسبت شطاریہ میں اونکے پاس گیا تھا اور یہ نسبت وہاں سے حاصل ہوئی اور پھر شاہ صاحب
کو رتھ میں سوار کرایا اور رتھ بان نے رتھ کو چلایا اور بیل کے ایک لکڑی ماری تو شاہ صاحب
رتھ سے کود پڑے اور کہا کہ مار ڈالا اسپر سب مرید حیران تھے کہ یہ کیا قصہ ہے اور آپنے کمر کو پکڑ
لیا دیکھا تو تمام لکڑی کا نشان آپ کی کمر پر موجود تھا پھر مولوی صاحب نے رتھ بان سے کہا کہ لکڑی
مت مار غرض سب طرح سے آپ نے اپنے کو پوشیدہ کیا مگر آفتاب پوشیدہ کرنے سے کب پوشیدہ
ہوتا ہے آخرالامر مخلوق خدا آپ کیطرف متوجہ ہوئی آپنے اپنے آپ کو جہاں تک ہو سکا بچایا جب

جب لوگوں نے پیچھا نہ چھوڑا اوسوقت بیعت کرنا شروع کیا اور ایک مخلوق خدا آپ سے فیضیاب ہوئی
آپ سے بہت کچھ کرامتیں ظہور میں آئیں آپ نے خلیفہ مولوی محمد حسن کو کیا عمر آپ کی ۱۰۰ سال
کی ہوئی۔ یکم جمادی الاول ۱۲۴۸ھ ہجری میں انتقال فرمایا روضہ مبارک آپ کا رامپور میں ہے۔

قطعہ تاریخ

آں امام دین سمی بو تراب — دار دنیا را برغبت چوں بہشت
سال رحلت ہا من از روئے یقیں — گفت ہاتف پیشوائے راہ چشت

ذکر حضرت مولوی محمد حسن صاحب رامپوری انصاری۔

زمانہ تولد آپ کا سنہ ۱۲۲۹ھ ہے
سترہ برس کی عمر تک آپ نے قرآن شریف و فارسی پڑھی بعد میں پڑھنا ترک کردیا اٹھارہ برس کی
عمر میں حضرت شیخ صاحب کیخدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت حاصل کی بعد بیعت کے شیخ کے
ساتھ وہ محبت ہوگئی کہ کسیوقت شیخ صاحب کو چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا تھا اور مجاہدہ وہ کرنا
شروع کیا کہ جو بشر سے یک لخت کرنا غیر ممکن ہو جب شیخ صاحب تہجد کی نماز کے واسطے مسجد کو
جاتے تو مولوی محمد حسن صاحب کو دروازہ کے باہر کھڑا ہوا پاتے ایک روز شیخ صاحب نے فرمایا کہ
محمد حسن میرے اللہ نے مجکو معلوم کرادیا ہے کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ تیرا ہے اب تو دہلی
کو جا اور علم عربی تحصیل کر آپ یہ سنتے ہی حکم بجالائے اور دہلی روانہ ہوئے مولوی مملوک علی صاحب نانوتوی
سے عربی پڑھنا شروع کیا اور ایک عرصہ تک دہلی میں پڑھتے رہے مگر پڑھنے میں بھی یہ کیفیت رہی
کہ جب کبھی دل میں جوش آجاتا تو کتاب کسی طاق میں ڈالکر جنگل کو چلے جاتے اور کئی کئی روز تک جنگل میں
رہتے جب کچھ ہوش آتا تو پھر آکر پڑھتے یہ حالات دیکھکر مولانا مملوک علیصاحب کمال معتقد مولوی محمد حسن
کے ہوگئے اور بہت ادب کرنے لگے اور آپ کے رہنے کے لئے ایک مکان اپنے مکان سے
علیحدہ آپ کو دیدیا۔ اور سب آدمیوں کو یہ فرمایا کہ کوئی وقت بیوقت بلکہ بلا اجازت اونکے پاس نہ جاوے
چنانچہ مولوی صاحب اوس مکان میں پردہ ڈالے ہوئے بیٹھے رہا کرتے تھے اکثر درویش دہلی کے آپکے پاس
آیا جایا کرتے۔ اور دہلی میں جو واقعہ ہونے والا ہوتا اوسکو ایک روز پہلے مولوی مملوک علیصاحب سے
فرمادیا کرتے تھے ایک دفعہ دہلی کالج میں ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم اور چند یورپین افسر برائے امتحان آئے
ریاضی وغیرہ کا امتحان لیا۔ پھر عربی کے طلبہ بھی بلوائے گئے سب طالب علم حاضر ہوگئے مگر حضرت مولانا

ذکر حضرت مولوی محمد حسن صاحب رامپوری

مولوی محمد حسن صاحب اپنے حجرے میں ہی بیٹھے رہے مولانا مملوک علی صاحب آپکے اوستاد نے آپکے
پاس آدمی بھیجا کہ اونکو بھی بلا لاؤ دو طالب علم آپکے پاس گئے اور کہا کہ چلئے امتحان دینے کے لئے بلایا ہے
غرض آپ اونکے ساتھ آئے انگریز نے اول انسے بھی دریافت کیا کہ تمنے کون کون کتابیں پڑھی ہیں آپنے
بتلایا کہ فلاں فلاں کتابیں میں نے پڑہی ہیں انگریز نے کہا کہ اچھا فلاں کتاب پڑھو آپنے فرمایا کہ وہ
تو میں پڑھ چکا اب کیا پھر اسے ہی پڑہکر سناؤں انگریز نے کہا کہ ہم تمہارا امتحان لیتے ہیں پڑہو آپنے
فرمایا کہ پڑہی ہوئی کتاب کا کیا امتحان بغیر پڑہی کا لو تو مضایقہ نہیں۔ انگریز حیران ہوکر آپ کیطرف
دیکھنے لگا اور آپ کا امتحان لینے کو مقامات حریری منگوائی اور کہا اچھا مولانا آپ اسکو پڑھیں اور آخر
میں سے ایک مشکل مقام کہولکر آگے رکھدیا حالانکہ مولانا صاحب نے اس کتاب کی کبھی صورت تک بھی نہ
دیکھی تھی مگر فر فر پڑھکر سنادی اور مطالب و معانی اس طرح بالتشریح بیان کئے کہ تمام اوستاد اور انگریز
حیران رہگئے اسپر انگریز نے کہا کہ ہم تمکو اس کالج میں مدرسی کی آسامی دیتے ہیں اور آیندہ تم تمکو بہت
جلد ترقی دینگے آپنے فرمایا کہ صاحب مجھسے طالب علمی تو ہوتی ہی نہیں مدرسی کیونکر کرونگا انگریز نے
مکرر کہا مگر جب مولانا مملوک علی صاحب نے انگریز سے آپ کا کل حال بیان کیا کہ یہ ہرگز قبول نہ کریگا
تب انگریز خاموش ہوا۔ سنا ہے کہ ایک درویش بلباس ہنود دہلی میں پھرا کرتے تھے اور نماز مولوی
محمد حسن صاحب کے پاس آکر پڑہا کرتے تھے اور جسوقت وہ درویش آپ کے پاس آتے تو مولوی صاحب کسیکو
اپنے پاس نہیں آنے دیتے تھے جسوقت وہ چلے جاتے تو آپ مولوی مملوک علی صاحب سے کہتے کہ یہ شخص
قطب ہے اپنے آپ کو پوشیدہ کر رکھا ہے۔ نقل ہے کہ ایک لڑکا دہلی میں آپ سے پڑہا کرتا تھا۔ آپکو
اُس سے محبت بھی زیادہ ہوگئی تھی پھر وہ کچھ صحبت ناقص میں مبتلا ہوگیا آپکے پاس آنا جانا ترک
کردیا آپنے اوسکو بلایا تو وہ نہ آیا۔ پھر آپ خود مکان پر گئے تو بھی اوسنے آپ کی نہ سنی آپنے فرمایا کہ
ہم اور طرح سے بھی بلا سکتے ہیں اور یہ کہکر مکان پر تشریف لائے اُس لڑکے کا یہ حال ہوا کہ مثل مجنونوں
کے گھر سے نکل بھاگتا تھا کہ مولوی صاحب کے پاس جاؤں اور پھر رستہ میں کہتا کہ انکار کرچکا ہوں کیونکر
جاؤں گھر واپس ہوجاتا اسی طرح کئی مرتبہ کیا پھر دم نکل گیا اے اللہ تو بناہ دے ایسی ضد سے جب
مولوی صاحب کو اوسکے انتقال کی خبر ہوئی بہت رنج ہوا۔ اور اوسکی قبر پر گئے اور بہت دیر تک روتے
رہے اور جناب باری میں عرض کیا کہ خداوندا جب تک مجکو یہ معلوم نہ ہوجاویگا کہ اسکی نجات ہوگئی

قبر پر سے نہ اُٹھوں گا جب یہ معلوم ہوگیا کہ محمد حسن ہمنے اوسکی نجات کی اوسوقت قبر پر سے اوٹھے اسیطرح
سے آپ محمد جان کو فرمایا کرتے تھے کہ اپنی حالت کو درست کرو ورنہ تو دنیا کا رہیگا نہ دین کا۔ تو آگے ہوگا اور
لڑکے تیرے پیچھے ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا دیکھنے والوں نے دیکھا ہے نقل ہے کہ ایک روز مولانا مملوک
علی صاحب سے کہا کہ شاہ غریب اللہ صاحب نے اپنے پیر و مرشد کیواسطے اولاد اور لڑکا مانگا خداوند تعالے
نے اونکی دعا قبول کی میں نے بھی اپنے اوستاد کے واسطے دعا کی کہ خداوندا میرے اوستاد کے
ایکی مرتبہ لڑکا دے کہ جو حافظ قرآن اور عالم اور ولی ہو سو قبول ہوگئی مولانا مملوک علی صاحب یہ سُنکر
ہنس پڑے اور یہ مولوی محمد حسن نے اسواسطے دعا کی تھی کہ انکے اوستاد کے لڑکیاں تھیں چنانچہ
اسی مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب پیدا ہوئے اور الم نشرح ہے کہ وہ ان جملہ صفات کے ساتھ موصوف
بھی تھے۔ اور اسیوجہ سے مولوی محمد یعقوب صاحب کبھی کبھی جوش میں آکر فرما ہی دیا کرتے تھے
کہ میں ازلی ولی ہوں بعد تحصیل عربی علم مولوی محمد حسن صاحب رامپور تشریف لائے اور شیخ صاحب
کیخدمت میں رہے پھر تہوڑے عرصہ کے بعد شیخ صاحب نے مولوی محمد حسن صاحب کو اپنا خلیفہ
کیا اور آپ انتقال فرما گئے اوسوقت مولوی صاحب نے اتباع سنت کیا اور اتباع اور اتقائپر کمر ہمت
باندھی اور فرمایا کرتے تھے کہ پہلے اولیا نے جو ملامتیہ طریق اختیار کیا یا کوئی کام خلاف شرع کر بیٹھے
تھے تو اوسکی وجہ یہ تھی کہ پہلی مخلوق پابند شرع کو بہت مانتی تھی اور اون کی اوقات میں فرق ڈالتی تھی اور اب
اوسکے بالکل برعکس ہوگیا اب اگر فقیر کو پناہ ہے تو پابندی شرع میں ہے۔ سُنا ہے کہ جب ایک
سال شیخ صاحب کے انتقال کو ہوگیا تو اور مریدوں نے شیخ صاحب کا عرس کیا اور مولانا صاحب
کیخدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ حضرت آپ ہی تشریف لے چلیں مولانا صاحب نے فرمایا کہ میں
اس قابل نہیں ہوں اور مریدوں نے اسبات پر جہگڑا کیا کہ حضرت آپ خلیفہ ہوکر ایسا فرماتے ہیں
اگر آپ لایق نہ تھے تو شیخ صاحب نے آپ کو کیوں خلیفہ کیا اوسوقت مولانا صاحب نے غصہ ہوکر
فرمایا کہ میں تو لایق ہوں مگر تم لوگ لایق نہیں کہ جو میرے ساتھ جاؤ آؤگے۔ ایک جان کے واسطے صدہا
آدمیوں کو گنہگار کروں اور سب کا عذاب اپنی گردن پر لوں پھر سب خاموش ہو رہے۔ تہوڑے ہی عرصہ
تک آپسے لوگ فیضیاب ہوئے کیونکہ عمر آپ کی بہت کم ہوئی۔ آپنے اپنا خلیفہ میاں جی کریم بخش صاحب
کو کیا۔ اور آپنے چالیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا! ۱۷ ذیقعدہ ۱۲۹۰ھ میں انتقال فرمایا روضہ مبارک

آپ کا رامپور میں ہے *

قطعہ تاریخ

شیخ مولانا محمد بخش زیں دار فنا — چوں دُر الفاس قدسیہ بنظم اصل سفت

ہاتف غیبی مراز فکر سال رحلتش — بود علامۂ فقیہ و زاہد با فیض گفت

ذکر حضرت میاں جی کریم بخش صاحب رامپوری انصاری

آپ سنہ ۱۲۳۴ ہجری میں پیدا ہوئے بیس برس کی عمر تک آپنے تحصیل علم کیا اور بعد اوسکے مولوی محمد حسن صاحب کیخدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور ذکر و اذکار میں مشغول رہے یہاں تک محنت کی کہ بسبب کثرت کرنے ذکر و اذکار کے آپ کی آواز میں گھنگھناہٹ ہوگئی بعد میں مولوی محمد حسن صاحب نے آپ کو اپنا خلیفہ کیا اور اس جہان فانی سے آپنے رحلت فرمائی میاں جی صاحب نے بھی بموجب مولانا صاحب اتباع سنت کیا اور صحبت علما کی پسند کی اور راہ راست مخلوق خدا کو بتایا اور بہت سے آدمی آپ سے بیعت ہوئے اور بہت آدمیونکو نام خدا بتایا اور خدا رسیدہ کیا کشف و الہام کا آپ پر بہت زور تھا زبان آپ کی سیف تھی جو کچھ کہا فوراً ہوگیا۔ کرامتیں آپ سے بہت ظہور میں آئیں مگر عمر آپ کی بہت کم ہوئی آپنے اپنا خلیفہ جناب حاجی حافظ سید محمد عابد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کو کیا عمر آپ کی پینتالیس سال کی ہوئی۔ ۱۷ شوال سنہ ۱۲۷۹ ہجری میں انتقال فرمایا روضۂ مبارک آپ کا رامپور میں ہے

قطعہ تاریخ

شاہبازے لامکاں نور خدا — شہ کریم بخش کان اسم عظیم

چوں ز دنیا سوئے فردوس بریں — رخت رحلت بست آں شاہ فخیم

از سر ہاتف بگفت ہاتف سنش — بود ہادی جہاں شیخ کریم

نقل ہے کہ کسی شخص نے آپ کے لڑکے کے کچھ مارا اور وہ روتا ہوا گھر میں آیا اوسوقت آپ کو کچھ جوش آیا آپنے آسمان کیطرف دیکھکر فرمایا کہ خداوندا کیا ہمارے لڑکے مار کھانے کے ہی واسطے ہوئے ہیں یہ فرما ہی رہے تھے کہ مارنے والا شخص اپنے کوٹھے پر چڑھتا تھا فوراً گر کر مر گیا۔ نقل ہے کہ آپ کہیں جاتے تھے رستہ میں بارش ہونے لگی قریب ایک موضع تھا آپ اوسمیں چلے گئے۔ اس موضع میں ایک چوپال تھی۔ آپ وہاں ٹھہر گئے موضع والوں نے وہاں ٹھہرنے کو منع کیا آپنے ہر چند سمجھایا مگر

اونہوں نے نہ مانا آپنے ایک کھونٹی پر تلوار رکھدی تھی آپ ایک طرف کھڑے ہو گئے تھے تھوڑی دیر بعد تلوار خود بخود ہلنا شروع ہوئی موضع والوں نے دیکھا تو آپنے فرمایا کہ کیوں نکلی پڑتی ہے میں تو ابھی تک حکم کیا ہی نہیں موضع والوں نے جو یہ حال دیکھا تو سب چوپال چھوڑکر بھاگ گئے اور پھر ہر طرف سے دودھ مٹھائی آنا شروع ہوا۔ اور تمام شب موضع والوں نے آپ کیخدمت کی اور وہی راوی بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ میانجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے چھتہ کی مسجد میں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ جو حقہ پیتے ہیں اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں ہوتی آپ خاموش سنتے رہے پھر ایک شخص نے کہا کیوں حضرت یہ بات صحیح ہے فرمایا کہ بھائی ہمنے تو ہمیشہ حقہ پیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہفت آسمان و ہفت زمین کی سیر بھی کی جو کہتے ہیں اونپر گذرا ہوگا۔ نقل ہے کہ ایک کوڑا نامی حجام دیوبند میں حضرت میانجی صاحب کا خط بنایا کرتا تھا ایک مرتبہ وہ کئی جمعرات خط بنانے نہیں آیا آپ نے اوسکو دریافت کیا کسی نے کہا کہ وہ ایک لڑکے پر عاشق ہو گیا ہے بازار میں کھڑا رہتا ہے فرمایا اوسکو میرے پاس لاؤ۔ جب وہ آپ کے پاس آیا آپنے فرمایا کہ کیوں بھائی ہمارا خط بنانے کیوں نہیں آتا اوسنے کہا کہ میں عرض کرتا ہوا شرماتا ہوں آپنے فرمایا کہ حکیم سے کوئی نہیں شرماتا۔ اوسنے اپنا قصہ عرض کیا آپنے فرمایا تو اوس سے کیا چاہتا ہے عرض کیا فقط یہ کہ وہ مجھسے باتیں کرلے فرمایا کہ جا ایک آوے پر سے ٹھیکرا اوٹھا لا وہ فوراً جا کر لایا آپنے اوسپر ایک نقش لکھا اور سمجھایا کہ نقش درمیان پنڈلی و ران رکھکر کوئیں پر بیٹھ جا وہ آویگا اُس سے بات کرلیا جب بات کرلے اس نقش کو کوئیں میں ڈالدینا وہ جا کر بیٹھا ہی تھا کہ وہ لڑکا فوراً آیا اور باتیں کرنے لگا پھر اوسنے حسب الارشاد وہ نقش کوئیں میں ڈالدیا وہ لڑکا بپشت دیگر اوسیوقت چلا گیا اوسنے ہر چند پھر اوسکو آواز دی مگر وہ نہ بولا پھر اوسنے آکر میانجی صاحب سے عرض کیا آپنے فرمایا کہ تیری خواہش پوری ہوگئی۔ نقل ہے کہ میانجی صاحب ایک روز اپنے باغ میں تشریف لے گئے چھوٹے صاحبزادہ میاں محمد عمر صاحب ہمراہ تھے۔ آموں کی فصل تھی وہاں جا کر آم کھائے اور کچھ ساتھ لیکر واپس آنیکا ارادہ کیا تھا کہ میاں جی صاحب کے بہنوئی صاحب وہاں پہونچ گئے اونہوں نے کہا کہ آج تو جامنیں کھانے کو دل چاہتا ہے آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میرے باغ میں جامنیں تو ہیں نہیں البتہ آم موجود ہیں یہ کھا لو اونہوں نے کہا کہ نہیں ہم تو جامنیں ہی کھاوینگے اور اشارہ کیا کہ یہ قریب ہی موجود ہیں انکے کہنے پر تو کھا لو

آپ نے فرمایا کہ میاں جی تو انسے کہنے کو نہیں جاتا تم ہی دریافت کرلو۔ دراصل جنکا یہ باغ تہا وہ جامنیں
بہی فروخت کردیا کرتے تہے اسلئے میاں جی صاحب نے اُنسے کہنے میں تامل کیا۔ اونہوں نے پہر تقاضا
کیا کہ نہیں آپ ضرور کہدیجے میاں جی صاحب نے مجبوراً مالک سے کہا کہ ان لڑکوں کا جی جامنیں کہانے
کو چاہتا ہے اگر تم اجازت دو تو کہالیں وہ ایک ہی بخیل تہے کہا اچھا جو ٹوٹی ٹہنچی پڑی ہو تو کہالیں
اوسپر آپنے کہا کہ نیچے تو نہیں پڑی اگر تم کہو تو ایک لکڑی ماردیں انکے کہانے بہر کو نیچے گر پڑینگی
مالک نے کہا کہ لکڑی مارنیکی اجازت نہیں صرف نیچے پڑی ہوئی کی اجازت ہے یہ سنکر آپنے درخت
جامن کیطرف اوپر کو نگاہ اوٹہا کر دیکہا فوراً ایک موٹی سی شاخ ٹوٹکر نیچے گر پڑی آپنے کسیقدر مسکرا کر
کہا کہ لو بہائی کہاؤ آخر پڑی ہوئی کی تو اجازت ہے اونہوں نے خوب کہائیں اور مالک باغ دیکہتا
رہگیا۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت میانجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ گنا بیٹھے ہوئے کہارہے تہے کہ اونکے
قدیمی لڑکپن کے دوست مولوی عبدالحق انبہٹوی آئے چونکہ ان دونوں صاحبوں میں لڑکپن سے
دوستی واتحاد تہا اسلئے بے تکلفی بڑہی ہوئی تہی حسب عادت قدیم مولانا نے حضرت میاں جی صاحب
کو کہا کہ یار کیا بیٹھا گنے کہارہا ہے مخلوق تباہ ہوگئی دعا کر کہ بارش ہو اور تیری یہ پیری کس دن
کام آویگی امساک باراں سے مخلوق پریشان ہے آپنے فرمایا کہ اچھا بارش ہوجاویگی تو مرے چوسے ہوئے
گنوں کے چہلکے کہا اور پہر دوبارہ بہی مسکرا کر یہی فرمایا کہ یہ کہالے بارش ہوجائیگی مولانا نے کہا کہ میں یہ
بہی کہالونگا۔ مگر بارش کے لئے دعا کر اتفاقاً اوسوقت میانجی صاحب کے ہاتہہ سے ایک گنڈیری نکلکر
گر پڑی آپنے فرمایا کہ لے اسکو تو کہالے مولانا نے کہا کہ یہ خاک آلودہ ہوگئی پانی ہو تو دہولوں آپ نے
یہ سنکر گنا وغیرہ سب چہوڑ دیا اور سجدہ میں گر کر دعا مانگنی شروع کی تہوڑی دیر گذری تہی کہ بارش ہونی
شروع ہوگئی اور خوب بارش ہوئی تب آپنے سجدہ سے سر اوٹہایا۔ نقل ہے کہ جب سید حاجی محمد عابد
صاحب سلمہ اللہ تعالے اول مرتبہ حج بیت اللہ شریف سے واپس آئے تو بمبئی سے دو منزل
چلکر ایک مقام پر ایک مجذوب سے کچہہ اندرونی تکرار ہوگئی اوسمیں مجذوب نے تمام قافلہ پر ایسی نسبت
ڈالی کہ سب بیہوش ہوگئے یہانتک کہ مولوی محمد قاسم صاحب بہی بیہوش ہوگئے اور حاجی صاحب
موصوف پر بہی کیفیت جذب طاری ہوگئی آپ اُس حالت جذب میں اُس مجذوب سے لڑنے لگے یہاں
دیوبند میں اوسوقت جسوقت کہ مجذوب اور حاجی صاحب میں لڑائی ہورہی تہی میانجی صاحب کا یہ

حال ہوا کہ آپ نے بہت زور سے ٹہلنا شروع کیا اور کبہی کبہی یہ بہی زبان پر آجاتا تہا کہ دیکہیے میرے
بچہ کا کیا حال ہوگا حافظ لطافت علی صاحب جو آپ کے مریدوں میں سے تہے اونہوں نے دیکہکر
لوگوں سے کہا کہ آج کوئی معاملہ حاجی محمد عابد صاحب پر گذرا ہے کہ میاں جی صاحب ایسے پریشان
ہیں حافظ صاحب نے پہر عرض کیا کہ حضرت آپ شاہ ولایت صاحب میں تشریف لے چلیں شاید
آپ کا گہبراہٹ وہاں جاکر دور ہوجاوے میاں جی صاحب معہ چند مریدوں کے وہاں سے شاہ صاحب
میں گئے تہوڑی دیر بیٹھ کر پہر اوٹہے اور باہر آکر خون کی قے کی اور پہر فرمایا کہ خداوندا میرے بچہ کو اس
ظالم کے ہاتھ سے بچا اور پہر شاہ ولایت صاحب کی قبر کے پاس جاکر بیٹھ گئے اور بہت دیر بیٹھے رہے
پہر اوٹھکر فرمایا کہ چلو مسجد کو اوسوقت حافظ صاحب نے وہ دن اور تاریخ اور مہینہ لکھ لیا کہ جب حاجی صاحب
آوینگے یہ حال دریافت کرینگے جب حاجی صاحب دیوبند آئے تو حافظ صاحب وغیرہ نے اُس دن
اور تاریخ اور مہینہ کا حال دریافت کیا تو حاجی صاحب نے کہا کہ واقعی اُسدن اور تاریخ ہمپر سخت صدمہ ہوا تہا کہ تمام آدمی ہمارے قافلہ
کے بیہوش ہوگئے اور مجہپر جذب کی کیفیت طاری ہوگئی تہی اور تمام اپنے خاندان کے بزرگوں کو مع میانجی صاحب کے امداد کیواسطے دیکہتا
تہا اور وہ مجذوب سخت نسبت والا تہا مگر بامداد خداوندی و پیران عظام علیہم اجمعین میں اوسکو بہگادیا
اور پہر ہم سب کو ہوش آگیا۔ مجکو بمبئی میں پہلی ہی۔ سید محمد امام صاحب قادری نے خبر دی تہی کہ جو
راستہ میں ہیں مگر انکے فرمانے کو نہ سمجہا تہا۔ حضرت میانجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتیں اور کشفی
الہام ہقدر ہیں کہ جو تحریر میں نہیں آسکتے مگر جو ظاہر ہوئے اور ہورہے ہیں اونکا بیان کرنا لازم ہے اگرچہ
مختصر حال حضرت حاجی سید محمد عابد صاحب سلمہ اللہ تعالے کا آجاویگا کیونکہ وہ آپ سے وابستہ ہیں
مگر اصل مقصود حضرت میانجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کا اظہار ہے۔ حضرت حاجی سید محمد عابد صاحب سلمہ اللہ
تعالے آپ کے خلیفہ ہیں جد اعلے آپکے سید شاہ بندگی محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ ہیں مزار مقدس
آپ کا دیوبند محلہ سرائے پیرزادگان میں ہے بڑے اولیاء کبار سے گذرے ہیں کرامتیں اونکی دیوبند
میں مشہور و معروف ہیں ایک مرتبہ آپ نے دعا کی تہی کہ خداوند میری اولاد میں ہمیشہ ایک ولی ہوتا
چلا آوے دعا آپ کی قبول ہوئی چنانچہ اب تک اون کی اولاد میں ایک دو ولی ہوتا ہوا چلا آتا ہے آپ کا
سلسلہ قادریہ تہا سنہ ۱۲۵۰ھ میں حاجی محمد عابد صاحب پیدا ہوئے سات برس کی عمر میں قرآن شریف پڑہا
اور پہر فارسی پڑہنی شروع کی بارہ برس کی عمر تہی کہ اس عرصہ میں مولوی ولایت علی صاحب دیوبند آگئے

حاجی صاحب نے اونسے بیعت کی نماز پنجگانہ اور تہجد کا اسی روز سے شوق ہوا کہ کبھی قضا نہ ہونے پائی جب
مولوی ولایت علی صاحب سہارنپور کو گئے آپ بہی اونکے ہمراہ گئے مگر بڑے بہائی آپ کے اگلے روز جاکر
اور مولوی صاحب سے کہکر لوٹا لائے حاجی صاحب کو ازحد رنج ہوا چند روز بعد دہلی پڑہنے چلے گئے وہاں
ایک مسجد میں رہنے لگے اور پڑہنا شروع کیا اُس مسجد میں ایک بزرگ کا مزار تہا حاجی صاحب کو اونسے
بہت کچھ فائدہ ہوا چونکہ آپ کے والد ماجد بیمار ہو گئے آپ اونکی خبر علالت سُنکر دیوبند واپس آئے
بہت دنوں اونکے علاج معالجہ میں رہے جب اونکا انتقال ہو گیا آپنے عطاری کی دوکان کی اس
حالت میں بھی اکثر اپنا وقت تلاوت قرآن شریف میں صرف کرتے تہے اور جو کوئی مجذوب یا بزرگ ملتا
تو کہتا کہ تو قدم بقدم اپنے دادے کے ہو گا۔ پہر تہوڑے عرصہ کے بعد آپ کو شوق بیعت ہونیکا ہوا اُن
دنوں میں حضرت میاں جی کریم بخش صاحب رامپور سے دیوبند آئے ہوئے تہے حاجی صاحب اُنکی
خدمت میں گئے اُدہر میاں جی صاحب کو یہ خواب معلوم ہوا کہ آسمان پر ایک بہت بڑا ستارہ ہے
اور اوسکے گرد بہت سے ستارے ہیں اور بڑا ستارہ میری گود میں آگیا حضرت میاں جی صاحب نے صبح کو
فرمایا کہ مجھسے کوئی سید بیعت ہو گا اور لوگوں کو اوس سے بہت فیض ہو گا اور متبع سنت ہو گا اور دین کے
کام اُس سے بہت ہوں گے دنیوی جھگڑوں سے بچیگا خاندان کا روشن کرنے والا ہو گا۔ حاجی صاحب
کئی روز تک سوچتے رہے اور کئی بزرگوں کی طرف خیال کرتے رہے کہ کس سے بیعت ہوں آخر الامر
میاں جی صاحب کیطرف اپنے دل کو خوب پختہ کر کے خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجکو
بیعت کر لیجئے میاں جی صاحب نے فرمایا کہ تم استخارہ کر لو اور جو کچھ اوسمیں معلوم ہو مجھسے کہو اوسوقت
بیعت کروں گا حاجی صاحب نے بموجب فرمانے کے شب کو استخارہ کیا اور حاجی صاحب کو یہ خواب
معلوم ہوا کہ میاں جی صاحب کے پہلے مرید روٹی لیے ہوئے ہیں اور وہ مثل چڑیا کے چُن چُن کہاتے
ہیں حاجی صاحب نے خواب میں اونسے کہا کہ میاں کیا یہ کہانا ہے اور ساری روٹی لیکر حاجی صاحب
نے دو لقمہ کر لئے اور کہا یوں کہایا کرتے ہیں یہ خواب صبحکو میاں جی صاحب سے بیان کیا اونہوں
نے یہ خواب سنکر بیعت کیا اور فرمایا کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ تمہاری ہی قسمت کا ہے پہر حاجی
صاحب میاں جی صاحب کی خدمت میں رہنے لگے اور ذکر و اشغال کرنے شروع کئے اور میاں جی
صاحب نے بہی آپکے اوپر پہر خاص محنت و توجہ کرنی شروع کی اُسی عرصہ میں حاجی صاحب کی شادی

شادی ہو گئی آپنے اپنے گھر میں سے بھی میاں جی صاحب سے بیعت کر دیا انکا تہوڑے ہی دنوں کے عرصہ میں
یہ حال ہو گیا کہ جب درود شریف پڑہتے فوراً رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری ہوتی اور حالات
اونکے عجیب و غریب ہو گئے یہانتک کہ بعض مرتبہ میاں جی صاحب خود اونکے پاس جایا کرتے اور
فرمایا کرتے کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کرنا۔ یہ رابعہ عصر مخدومہ محترمہ بھی سید شاہ
بندگی محمد ابراہیم صاحب کے سلسلہ متبرکہ آل سے ہیں اور اسی طرح سے ایک درویش سلسلہ سدا سہاگ
کے عمر رسیدہ نگینہ کے رہنے والے میرے روبرو چھتہ کی مسجد میں تشریف لائے اور مابین عصر و ظہر حضرت
حاجی محمد عابد صاحب سے کہنے لگے کہ میں اذان پڑہ دوں حاجی صاحب نے فرمایا کہ اب تو کوئی وقت
اذان کا نہیں ظہر کی نماز ابھی پڑہی ہے جب وقت ہو گا پڑھنا درویش صاحب نے کہا کہ میں پہر یہاں
کب آؤں گا آپنے فرمایا کہ اچھا پڑہ دو چنانچہ درویش صاحب نے بیوقت ہی اذان پڑہی اور حاجی
صاحب کے حجرہ میں آکر خوب لوٹ لگائی اسلئے کہ یہاں کی خاک بھی خالی از برکات و حسنات سے نہیں
لہذا جو کچھ ملجائے وہ غنیمت ہے شاید اسکے باعث میری نجات ہو جائے پہر حاجی صاحب کو ہمراہ
لیکر مکان پر گئے اور اونہیں بزرگ مخدومہ مقبول درگاہ خداوندی مذکورہ بالا سے اپنے واسطے
دعا کرائی چنانچہ حاجی صاحب کا دوم تبہ حج کو جانا اونہیں بزرگ مخدومہ کیوجہ سے ہوا کہ جب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اونسے فرمایا کہ ہمارے ہاں آؤ آپ نے حاجی صاحب سے کہکر
ارادہ حج کا کیا مگر حج دویم میں اُن بزرگ مخدومہ کا انتقال ہو گیا غرض حاجی صاحب نے بہی بعد
شادی کے دُکان عطاری کی چھوڑ دی اور مصروف مجاہدہ ہوئے اور پانی فی سبیل اللہ پلانا شروع
کیا اور تمام دن پلاتے ہوئے پھرتے اور رات کو شب بیداری کرتے بعد عرصہ دراز کے حسب الحکم
میاں جی صاحب آپ نے یہ کام چھوڑ دیا اور دیگر مجاہدے کرنے شروع کئے اوسی زمانہ میں آپنے
اپنا یہ معمول کر لیا کہ ہر جمعرات کو بعد نماز صبح وظیفہ دعائے سیفی و دلائل الخیرات پڑہتے ہوئے
پیران کلیر شریف جانا اور عشا کی نماز دیوبند میں آکر پڑھنا کئی برس تک آپ کا یہی ورد رہا پھر
حضرت میاں جی صاحب نے آپ کو اپنا خلیفہ کیا اور لوگوں کو اپنے روبرو بیعت کرایا جب اول
ایک شخص سے بیعت کرنے کے واسطے حاجی صاحب کو بلایا تو حاجی صاحب چھپ گئے جب پھر
میاں جی صاحب نے فرمایا کہ ڈھونڈ کر لاؤ مریدوں نے ڈھونڈنا شروع کیا تو مسجد کی صف میں دبکے

ہوئے پلے مرید میاں جی صاحب کیخدمت میں روتے ہوؤں کو پکڑ کر لائے جب میاں جی صاحب
کیخدمت میں پہونچے آپ بہت روئے اور عرض کیا کہ میں اس قابل نہیں یہ بار بہت بڑا ہے میں
اسکے اوٹھانے کی طاقت نہیں رکہتا میاں جی صاحب نے بہت سمجھا کر فرمایا کہ بیعت کر و خداوند تعالے
تمہارا مددگار ہے میں کچھہ اپنی طرف سے ہی نہیں کہتا ہوں بلکہ مجکو ایسا ہی حکم ہوا ہے اوسوقت آپنے
بموجب حکم روتے ہوئے بیعت کیا میاں جی صاحب کا یہ حال ہو گیا کہ جو کوئی آپ سے بیعت کا
خواہاں ہوتا تو فرماتے کہ محمد عابد سے بیعت کرو اور آپ سے ہی بیعت کراتے اور تعویذات بہی آپ سے ہی لکھواتے
حاجی صاحب اگر بسبب ادب کے کچھہ بہی تساہل کرتے تو فرماتے کہ عزیز گہبراتے ہو جب کیا کرو گے
کہ ایک زمانہ میں مخلوق خدا تمہاری طرف متوجہ ہوگی اور تمکو فرصت بھی نہ لینے دیگی اکثر یہ بہی فرمایا
کرتے کہ درویشی جدا ہے اور عمل کرنا جدا ہے بے عمل درویش ایسا ہے جیسا سپاہی بے ہتیار درویش
کو اسمیں پناہ بہی ہے کہ اپنے کو پوشیدہ کر کے عامل ظاہر کر دے اسی طرح آپ نے رامپور لیجا کر بھی
وہاں کے لوگوں کو حاجی صاحب سے ہی بیعت کرایا چنانچہ آپکے صاحبزادہ میاں علی حسن صاحب
اور آپ کے پیر کے بیٹے میاں محمد صدیق صاحب حاجی صاحب سے بیعت ہوئے اگر کوئی ذکر اذکار
بہی دریافت کرتا تو فرمادیتے کہ محمد عابد سے دریافت کرو چنانچہ جب حافظ لطافت علی صاحب نے
رامپور جاکر میاں جی صاحب سے بیعت کی اور بعد بیعت کے خواستگار ذکر اذکار کے ہوئے تو میاں جی
صاحب نے حاجی صاحب کو خط لکھا کہ حافظ صاحب نے رام پور آکر بیعت کی ہے انکو نفی و اثبات
کی تسبیح بتادو حاجی صاحب نے خط دیکھکر فوراً تعمیل حکم کی غرض جملہ امور آپنے اپنی زندگی میں حاجی
صاحب کے متعلق کردئے بعد خلیفہ ہونے کے حاجی صاحب مع متعلقین ہمراہ مولوی رشید احمد صاحب
و مولوی محمد قاسم صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی مظفر حسین صاحب و مولوی نور الحسن
صاحب مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے جب بمبئی پہونچے تو شاہ محمد امام صاحب قادری مدراسی آپ کو ملے
جو بہت بڑے اولیاء اللہ تہے حاجی صاحب کو اونسے بہت کچھہ ملا اور فائدہ ہوا اور حاجی صاحب کو
اونہوں سے بہت متوجہ ہو کر دیا اور اپنا خلیفہ کیا بمبئی سے حاجی صاحب جہاز میں سوار ہو کر مکہ معظمہ
گئے اور حج بیت اللہ کیا بعدہ مدینہ منورہ گئے اور وہاں سے فارغ ہو کر ہندوستان واپس آئے
جب دیوبند رونق افروز ہوئے تو جملہ ساکنان دیوبند خصوصاً میاں جی صاحب کو از حد خوشی ہوئی

کیونکہ آپ یہ فرمایا کرتے تہے کہ محمد عابد کب آوینگے میری زندگی میں آجاویں تو اچھا ہے اونکی دیری میں تو میری عمر
بڑہ گئی حاجی صاحب نے بعد حصول دیدار فرحت آثار و شرف قدمبوسی میاں جی صاحب سے تمام قصہ سید
محمد امام صاحب قادری کا ذکر کیا اور جو کچھہ اونہوں نے دیا تہا پیش کیا۔ میاں جی صاحب بہت خوش
ہوئے اور فرمایا کہ میری محنت وصول ہو گئی اس ابدال اللہ نے بہی میری خلافت دینی پر صاد کر دیا
یہ بھی فرمایا کہ بہائی اگر کوئی کچھہ دے ضرور اسے لیلو اور اپنے گہر کو روز بروز رونق دو جو کوئی دیتا ہی
یا امانت رکہتا ہے سو وہ لایق ہی کے پاس رکہتا ہے نالایق کے پاس کوئی نہیں رکہتا کسیکی اولاد ایسی
لایق ہو کہ اپنا گہر لا کر بھرے۔ میں بہت خوش ہوا پہر تہوڑے ہی عرصہ کے بعد میاں جی صاحب
سخت بیمار ہوئے تو حاجی صاحب دیوبند سے رامپور لے گئے وہاں جاکر میاں جی صاحب کا انتقال
ہو گیا حاجی صاحب کو از حد رنج ہوا تہوڑے ہی عرصہ کے بعد حاجی صاحب نے سب سے ملنا رلنا
ترک کر دیا تمام گہر کا سامان کپڑے وغیرہ فقرا کو تقسیم کر دئے آپنے ایک کمل اوڑہ لیا اور تہ بند باندہ لیا۔
چنانچہ آج تک وہی آپ کا لباس ہے کہ کرتا اور تہ بند اور کمل سوائے مسجد چھتہ کے اور کہیں نہیں جاتے
آپ پر ابتدائی زمانہ میں سختیاں بہی بہت گذری ہیں مگر آپ ہمیشہ شکر خداوندی ادا کرتے رہے اور کسی پر
ظاہر نہیں ہونے دیا اور وہ ثابت قدم رہے کہ دوسرے کا آج حوصلہ نہیں ہو سکتا۔ آپنے اپنے آپکو
ایسا متبع سنت کیا ہے کہ ذری ذری بات پر خیال رہتا ہے۔ جب پیر جی محمد انور صاحب رحمۃ اللہ علیہ
پر مقام نور آیا تو اونہوں نے کہانا اور پینا ترک کر دیا بقول مولانا روم علیہ الرحمۃ

اے برادر گر خوری نان جو ر — خاک داری بر سر نان تنور

جسوقت حضرت حاجی صاحب کو معلوم ہوا تو آپنے یہ تحریر فرمایا کہ یہ بشریت کے خلاف مت کرو خدا کا
معاملہ بشر کے ساتہہ جب ہی تک رہتا ہے کہ جب تک بشریت ہے ورنہ ملائکہ عبادت کے لئے بہت
ہیں کچھہ دو کچھہ بطریق مسنون کہا لیا کرو پہر اسی زمانہ انتقال میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں
آپ کرنال و پانی پت و دہلی گئے اور وہاں سے حضرت راج خاں صاحب کیخدمت میں گئے حضرت
راج خانصاحب سے بھی آپ کو بہت فائدہ ہوا اونہوں نے بہی اپنے ہاں کی خلافت عطا فرمائی
پہر واپس دیوبند آئے اور چلہ نشار کیا پہر تو آپ کی یہ کیفیت ہوئی کہ تمام مخلوق خدا آپ کی طرف متوجہ
ہوئی اور آپ سے کرامتیں پے در پے ظہور میں آنے لگیں جسکی نسبت جو کچھہ کہا ہو گیا سنا ہے کہ ایک درویش

بعد نماز عشا حاجی صاحب کے پاس آئے بعد سلام علیک کے کہا کہ ہم مرغ پلاؤ کہائیں گے آپنے فرمایا کہ
اسوقت مرغ پلاؤ کہاں کہا نہیں فقیر یہی کہاویگا آپ ہنسکر خاموش ہو گئے اور باتیں کرنے لگے کہ
ایک عورت آئی اور کہا کہ حاجی جی یہ پلاؤ لیلو آج بیوی جی نے مرغ پلاؤ پکوایا تہا آپ کے واسطے بہیجا
ہے حاجی صاحب نے مسجد کے خادم سے کہا کہ یہ پلاؤ لیلو اور میاں صاحب کو دیدو پھر آپ مکان
تشریف لے گئے بعد ایک سال کے آپ نے پہر چلہ اختیار کیا چونکہ اس مرتبہ چلہ آپنے چودہری صابر بخش
کی مسجد میں کیا تہا جس روز آپ چلہ سے برآمد ہوئے تمام ساکنان شہر آپ کے استقبال اور لینے کو گئے
چونکہ آپ بہت کمزور ہو گئے تہے لہذا آپ کو ڈولی میں لیکر آئے پہر جو کچھ کیفیت آپ کی ہوئی وہ احاطہ
تحریر و تقریر سے باہر ہے بعدہ حاجی صاحب نے چھتہ کی مسجد میں ایک توجہ خانہ بنوایا اور اوسمیں حلقہ
کرنا شروع کیا اور مخلوق خدا کو فیضیاب کیا اوسی زمانہ میں میرے والد مرحوم ایک مقدمہ متعلق فوجداری
میں مبتلا ہو گئے تہے اونکے ہمراہ چند اور آدمی مثل تہانہ دار وغیرہ کے ماخوذ تہے اور کسیکو اپنی نسبت
امید رہائی نہ رہی تھی کسیکا قول تہا کہ دس برس کو قید میں جاوینگے اور کسیکو چودہ برس کا گمان
تہا کیونکہ حاکم بالاخود مدعی اور دشمن ہو گیا تہا والد مرحوم دیوبند آئے اور تمام قصہ حاجی صاحب سے
عرض کیا آپنے فرمایا کہ انشاءاللہ تعالےٰ کچھ نہیں ہوگا جو کچھ تم کہو گے وہی وہ بہی کہنے لگے گا اور
ایک ایک سب کو تعویذ مرحمت فرمایا کہ اسکو باندہ لیں اور فرمایا کہ جب منظفر نگر جاؤ تو لکڑشاہ صاحب کے
پاس ضرور جانا اور میرا سلام کہنا ملگلے روز والد مرحوم منظفر نگر روانہ ہوئے راستہ میں ایک درویش ملا
وہ روٹی کہا رہا تہا کہا کہ آؤ روٹی کہاؤ والد صاحب نے کہا کہ میاں صاحب اب تو وہ ہمسے روٹی
لیتا ہے درویش صاحب نے فرمایا کہ میاں تم کو اب بھی گھبراہٹ ہے شیر کا پنجہ تیرے سر پر ہے جو کچھ
اوسنے کہا ہے وہی ہوگا اوسوقت اونکو تسکین ہوئی اور منظفر نگر پہونچکر لکڑشاہ کے پاس گئے
اونہوں نے بہی دیکہکر اور سلام لیکر کہا کہ جو کچھ حاجی باوا نے کہا ہے وہی ہوگا اوسی روز مقدمہ
کی تاریخ تہی جب عدالت میں گئے حاکم نے واسطے اظہارات کے طلب کیا اور اظہار لکہوانے شروع
کئے جو کچھ والد کہتے اوسکو قبول کرتا تہا بعد تحریر اظہار سب کو یک قلم رہا کر دیا۔ جب حضرت حاجی
صاحب نے دوبارہ چلہ کر لیا تو ایک روز آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکہا
صبحکو مولوی فضل الرحمن صاحب وغیرہ کو بلایا اور فرمایا کہ علم دین اوٹہا جاتا ہے کوئی تدبیر کرو کہ علم

دین قایم رہے جب پرانے عالم نہ رہیں گے تو کوئی مسلہ بتانے والا بہی نہ رہیگا۔ جب سے دہلی کا مدرسہ
گم ہوا ہے کوئی علم دین نہیں پڑہتا اوسوقت سب صاحبوں نے عرض کیا کہ جو آپ تدبیر فرمادیں وہ
ہم کو منظور ہے آپ نے فرمایا کہ چندہ کر کے مدرسہ قایم کرو اور کاغذ لیکر اپنا چندہ لکھہ دیا اور روپے
بہی آگے دہر دئے اور فرمایا کہ انشاءاللہ ہر سال یہ چندہ دیتا رہوں گا چنانچہ اوسیوقت سب صاحبان موجودہ
نے بہی چندہ لکھہ دیا پہر حاجی صاحب مسجد سے باہر کو نکلے چونکہ حاجی صاحب کبھی کہیں نہیں جاتے
تہے جسکے گہر پر گئے اوسی نے اپنا فخر سمجہا اور چندہ لکہدیا اسیطرح شام تک قریب چار سو روپیہ
کے چندہ ہو گیا اگلے روز حاجی صاحب نے مولوی محمد قاسم صاحب کو میرٹہ خط لکہا کہ آپ پڑہانے
کے واسطے دیوبند آئیے فقیر نے یہ صورت کی ہے مولوی محمد قاسم صاحب نے جواب لکہا کہ میں بہت
خوش ہوا خدا بہتر کرے مولوی ملا محمود صاحب کو پندرہ روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر کر کے بہیجتا ہوں وہ
پڑہاوینگے اور میں مدرسہ مذکور میں ساعی رہوں گا چنانچہ ملا محمود صاحب دیوبند آئے اور مسجد چھتہ میں
عربی پڑہانا شروع کیا جب یہ خبر عام ہوئی کہ علم عربی پڑہانے کو مدرسہ قایم ہو گیا ہے اور تعلیم شروع
ہو گئی تو طالب علم جوق جوق آنے لگے یہاں تک کہ تہوڑے ہی عرصہ میں بباعث کثرت طلبا مسجد
میں گنجایش نہ رہی تب ایک مکان کرایہ پر لیا گیا مگر اسقدر کثرت طلبا ہوئی کہ تنہا ملا محمود صاحب
تعلیم نہ دے سکے چنانچہ اس عرصہ میں چندہ بھی زیادہ آنے لگا اوسوقت حاجی صاحب نے مولوی
محمد قاسم صاحب و مولوی فضل الرحمن صاحب و مولوی ذوالفقار علی صاحب و مولوی مہتاب علی صاحب
و منشی فضل حق صاحب وغیرہ کو اہل شوریٰ قرار دیا کہ کاروبار مدرسہ حسب رائے اہل شوریٰ ہوا کرے
اور خود بہی داخل اہل شوریٰ و سرپرست و مہتمم مدرسہ بلا تنخواہ رہے جب چندہ کی زیادہ آمد ہونے لگی
اہل شوریٰ سے مشورہ کیا گیا کہ دو مدرس چھوٹی کتابیں پڑہانے والے اور مقرر کئے جاویں اور مولوی
محمد یعقوب صاحب کو بریلی سے بلا کر مدرس اول کیا جائے اور ایک مدرس فارسی اور ایک قرآن شریف
کا مقرر کیا چونکہ یہ کام متعلق دین محمدی کے تہا اسلئے یہ سب مدرس اہل فقر رکہے گئے تا کہ کاروبار مدرسہ
ہذا میں یہ لوگ دل سے توجہ کریں اوسی زمانہ میں یہ مشورہ قرار پایا کہ دیوبند میں جامع مسجد نہیں ہے
جامع مسجد بنائی جاوے چنانچہ آپ نے متفق الرائے ہو کر بازار کے نزدیک ایک اونچی جگہ پسند کی اور
اوس جگہ کہڑے ہو کر دعا بہی مانگی کہ خداوندا یہاں جامع مسجد بنجائے مگر اوس جگہ لوگوں کے مکان تہے

ہر چند بہتیری کہیں کہ یہ جگہ ملجاوے مگر کوئی تدبیر پیش نہ آئی کیونکہ جب اون مکان والوں سے کہتے تہے کہ یہ جگہ دیدو تو وہ یہ کہتے کہ اپنا مکان
ہمکو دیدو اور یہ جگہ لیلو یہ سنکر خاموش ہو جاتے آخر الامر ایک روز حاجی صاحب نے بہی اونسے کہا اونہوں
نے وہی جواب دیا اوسوقت حاجی صاحب نے فرمایا کہ ہم نے اپنا مکان اور نشست گاہ تمکو دیا تم جگہ
مسجد کو دیدو اونہوں نے فوراً دیدی حاجی صاحب نے اپنا مکان و بیٹھک اونکو دیکر ارادہ حج بیت الله
شریف کا کیا اور جو کچھ جائداد جدی تہی اوسکو عزیزوں قریبوں میں تقسیم کر دی اور مولوی رفیع الدین
صاحب کو مہتمم مدرسہ مقرر کر دیا اور آپ برائے حج بیت الله روانہ ہوئے اوسوقت شہر والوں کو اسقدر
رنج تہا کہ تحریر نہیں ہو سکتا شہر کے آدمی بہت دور دور تک ہمراہ رکاب گئے اور بعض کئی کئی منزل تک
گئے اس مرتبہ آپ کا ایسا چلنا ہوا کہ وقت روانگی سے پہلے کسی کو خبر بہی نہ ہوئی جب آپ دیوبند سے
چلے تو آپکے پاس کچھہ نہ تہا فقط توکل علی الله روانہ ہو گئے اور کئی آدمی آپ کے ہمراہ تہے مگر خدا نے وہ
سفر اس طرح پورا کیا کہ کسیکو معلوم نہ ہوا کہ کہاں سے آتا ہے سبحان الله۔ رفتہ رفتہ آپ مکہ معظمہ پہونچے
اور حج کیا بعدہ آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے وہاں قریب ایکسال کے رہے ایک روز آپ کو خواب
میں بشارت ہوئی کہ حاجی امداد الله صاحب سے سلسلہ ملاؤ اور ہندوستان جاؤ جب آپ مدینہ منورہ سے
مکہ معظمہ کو چلے رستہ میں آپ کی اہلیہ شریفہ کا انتقال ہو گیا اونکو وہیں دفن کر کے مکہ معظمہ پہونچے حاجی
امداد الله صاحب سے ملے اور اونسے استفادہ اوٹہایا چند روز مکہ شریف میں رہے حاجی امداد الله صاحب
نے بھی اپنے ہاں کی خلافت عطا فرمائی اور فرمایا کہ تمہارا ہندوستان کو جانا مناسب ہے کیونکہ تم سے
وہاں کے لوگوں کو بہت نفع ہوگا ہندوستان خالی مت کرو اور جامع مسجد بہی بغیر مدد تمہارے نہیں
بن سکتی اور یہ بہی فرمایا کہ شادی ضرور کر لینا چنانچہ حاجی صاحب بموجب ارشاد ہندوستان واپس
آئے جب ساکنان دیوبند کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ حاجی صاحب بمبئی تک آگئے تو دیوبند کے لوگ بہت
خوش ہوئے کوئی بمبئی اور کوئی الہ آباد اور کوئی دہلی برائے استقبال گیا اور جس روز دیوبند آنے کی خبر
ملی تو اوس روز تمام دیوبند اسٹیشن پر چلا گیا اور جسوقت ریل سے اوترے اوسوقت کی کیفیت قابل
دید تھی جب ریل کے انگریز نے بہت بڑا ہجوم دیکھا تو خود حاجی صاحب کے ہمراہ آیا اور باہر تک پہونچا
گیا پھر کئی روز تک باہر کے آدمیوں کی آمد و رفت رہی جب آپ کو فرصت ہوئی تو آپنے مدرسہ
کی کیفیت دیکھی اور پڑتال کی تو روپیہ کم پایا فرمایا کہ روپیہ جمع کرو ورنہ اچھا نہ ہوگا اسپر بعض

صاحبوں کو ملال بہی ہوا پہر جامع مسجد کی کیفیت دیکھی اور حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اوسوقت
تک کوئی آمدنی مسجد کے نام کی نہیں اور نہ وہ جگہ بہی پورے طور سے صاف ہوئی ہے کچھہ روز تو آپ
کسی مصلحت سے خاموش رہے مگر تہوڑی ہی مدت کے بعد پہر ہر دو حکم حضرت حاجی امداد الله صاحب کے
بجا لائے یعنے شادی بہی کر لی اور بنیاد مسجد بہی کہدوانی شروع کر دی چونکہ اوسوقت روپیہ نہیں تہا
تو اکثر بڑے بڑے ہوشیار کہنے لگے کہ حاجی صاحب گڈہے کہدوا کر ڈلوا دینگے مگر بمدد خداوند کریم
چند روز میں وہ بنیاد بہی بہر گئی۔ اوسوقت سب کو خیال ہوا کہ جامع مسجد بنجاویگی مولوی عبد الخالق
صاحب نے بہی حاجی صاحب سے کہا کہ اگر میرا کچھہ مقرر کرو تو میں مسجد ہذا کا ساعی ہوں اور باہر جا کر چندہ
جمع کروں حاجی صاحب نے کچھہ مقرر کر دیا چنانچہ مولوی صاحب باہر گئے اور کئی سال تک مسجد کی تعمیر اونکی
سعی سے جاری رہی اور مسجد تیار ہو گئی جو اب بفضلہ ڈیڑہ لاکہہ روپیہ کی تعمیر ہو گی بعض کام مسجد کے جو
اب تک باقی ہیں اوسکی وجہ یہ ہے کہ وقت بنائے جانے مسجد کے یہ بات قرار پائی تہی کہ مسجد کی سہ دریوں
میں مدرسہ رہیگا علیحدہ نہیں بنوایا جاویگا مگر کئی سال کے بعد اہل شوریٰ کا یہ مشورہ ہوا کہ مدرسہ علیحدہ
بنوایا جاوے اوسوقت حاجی صاحب نے کہا کہ تمنے مسجد کا کام کیوں بڑہوا دیا مسجد میں سہ دریوں کی کچھہ
ضرورت نہیں تہی اوسوقت اہل شوریٰ نے یہ سمجہا کہ حاجی صاحب کو رنج ہوا سب خاموش ہو رہے اور
مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ الله علیہ نے جامع مسجد سے آکر بہت کچھہ عذر کیا کہ مجکو معلوم نہیں تہا
کہ اہل شوریٰ نے آپ سے پہلے ذکر نہیں کیا اور خفیہ طور سے مشورہ کیا ہے میں معافی چاہتا ہوں پہر
کسی نے کچھہ ذکر نہ کیا ایک روز حضرت حاجی صاحب کو خود خیال آیا اور اہل شوریٰ سے کہا کہ مدرسہ علیحدہ
بنانا چاہیئے اور مدرسہ کے واسطے جگہ خریدنی چاہیئے اہل شوریٰ نے کہا کہ اگر آپ کی رائے ہے تو بہت
بہتر ہے مگر آپ ہی جگہ تجویز کر کے خرید فرمایئے چند روز کے بعد حاجی صاحب نے جگہ تجویز کر کے خرید
لی کہ جسکا بیعنامہ بہی حاجی صاحب کے نام ہے مولوی رفیع الدین صاحب کو جو کہ مہتمم مدرسہ تہے
اہتمام تعمیر سپرد کیا جو کہ بفضلہ آج ایک لاکہہ روپیہ کی تعمیر کا مدرسہ تیار ہے اور دور دور ممالک میں
جسکا نام آج روشن ہے خداوند کریم مدرسہ اور بانی بنائے مدرسہ کو تا ابد الآباد با این فیض سلامت باکرامت
رکہے آمین صد بار آمین۔ چند روز لوگوں نے یہ مشورہ کیا کہ دیوبند میں ایک تجارت کی کوٹہی کہولیئے حاجی
صاحب نے اس مشورہ سے اور شریک ہونے سے قطعی انکار کر دیا جس سے بعض لوگوں کو بہت رنج

ہوا اور ہمیشہ حاجی صاحب کو کوٹھی کا مخالف تصور کرتے رہے بالآخر اوسکا نتیجہ خراب ہوا کہ وہ کوٹھی بہت نقصان کیوجہ سے توڑی گئی اور اوسکی وجہ سے مدرسہ کو بھی بدنامی ہوئی تھی اور چندہ مدرسہ میں بھی فرق آگیا تھا اسی وجہ مولوی رفیع الدین صاحب ہجرت کرکے مکہ معظمہ کو روانہ ہوگئے تھے آپ نے وہاں جاکر انتقال فرمایا۔ حالانکہ مدرسہ سے کوٹھی کو کچھ تعلق نہ تھا آخر الامر اہل شوریٰ نے حاجی صاحب کو اہتمام مدرسہ ہذا کا سپرد کیا اور اس مضمون کا اشتہار دیا جسکو ہم بجنسہ یہاں نقل کرنا مناسب جانکر کاربند ہوتے ہیں۔ وہو ہذا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمد اللہ الذی باسمہ تتم الصالحات وتتنزل البرکات ونصلی ونسلم علی سید الکائنات علیہ وعلی آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات

امابعد گذارش یہ ہے کہ جناب مولوی رفیع الدین صاحب مہتمم مدرسہ عربی اسلامی دیوبند بعزم حج راہی مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً وتعظیماً ہوگئے چونکہ اہتمام مدرسہ کا ایک کار عظیم الشان ہے اور بسبب انتظام ایک مجمع کثیر کے مختلف جزئیات پر مشتمل ہے مثل انتظام اسباق ونگرانی ترقی خواندگی وخبرگیری خوراک وپوشاک طلبہ مسافر ودرستی حساب آمد وصرف مدرسہ وغیرہ امور متعلقہ چندہ وطلبہ ومدرسین جنکی تفصیل متعذر ہے لہذا جملہ خیرخواہان مدرسہ کو بسبب روانگی مولوی صاحب موصوف نہایت تشویش پیش آئی۔ ناچار بجز اس تدبیر کے کوئی چارہ بن نہ پڑا کہ سب مجتمع ہوکر بخدمت بابرکت حضرت سید حاجی محمد عابد صاحب دام برکاتہ جو بانی ومجوز اول مدرسہ ہذا وحامی وسرپرست وسرآمد ارباب مشورہ ہیں اور اول ایک عرصہ دراز تک مہتمم مدرسہ رہے ہیں اور جب جناب موصوف الصدر حج کو تشریف لیگئے تھے اوسوقت مولوی رفیع الدین بجائے اونکے کار اہتمام مشغول ہوئے تھے اور تمام زمانہ اہتمام میں مولوی صاحب جملہ امور مثل جانچ وپڑتال حساب وکتاب ماہواری مدرسہ بلکہ کارہائے روزمرہ حسب ہدایت ومشورہ وشرکت جناب حاجی صاحب انجام دیتے تھے الغرض ابتدائی اجرائے مدرسہ سے اسوقت تک جسقدر امور مدرسہ سے واقفیت حضرت جناب حاجی صاحب کو ہے اسقدر اور کسیکو نہیں۔ یہاں تک کہ مولوی صاحب کو بھی نہ تھی) حاضر ہوکر ملتجی ہوئے کہ جناب والا پھر اس کام کو انجام دیں کیونکہ یہ مدرسہ تو آپ ہی کا ہے ع اے باد صبا این ہمہ آوردہ تست ٭ بحمد اللہ کہ سید صاحب ممدوح نے بنظر حمایت دین متین وخوشنودی رب العالمین وخرسندی روح پرفتوح حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اس عرض کو مقبول فرمایا جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزا وشکر مساعیہ لہذا بخدمت جملہ ارباب چندہ

واہل ہمت جو باعطائے زر وغیرہ مدرسہ کی اعانت فرماتے ہیں نیز اُن بزرگوں کی جناب میں جو مدرسہ سے مراسلت فرمادیں عرض ہے کہ آیندہ جملہ مکاتبت بنام نامی حضرت سید صاحب موصوف فرماتے رہیں اور دوسرا امر واجب العرض یہ ہے کہ بملاحظہ رجسٹر چندہ منکشف ہوا کہ بہت سے ارباب چندہ کیطرف بقایا سالگزشتہ وسنین ماضیہ برابر چلی آتی ہے لہذا اونکی خدمت عالیات میں گذارش ہے کہ بنظر تائید دین متین وبقا وترقی مدرسہ براہ کرم جلد بقایا ادا فرمادیں تاکہ انتظام مدرسہ میں خلل نہ پڑے کیونکہ اس کارخانہ خیر کا مدار صرف اعانت وامداد اہل خیر پر ہے ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

المرقوم ٢٣ جمادی الاول ١٣٠٦ھ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی

العبد رشید احمد گنگوہی	العبد محمد ضیاء الدین امبہٹوی	
العبد مشتاق احمد دیوبندی	العبد ذوالفقار علی دیوبندی	العبد محمد فضل الرحمن دیوبندی
العبد محمد فضل حق دیوبندی		

بعد اس اشتہار کے حضرت حاجی صاحب اہتمام مدرسہ مذکور کا کرتے رہے مگر تھوڑی ہی مدت کے بعد شاہ بہکاری کی مسجد کی دوکانوں کا جھگڑا ہوا اور مولوی منفعت علی صاحب ومولوی محمود حسن صاحب وغیرہ میں بکمال رنج بڑھ گیا اور یہانتک نوبت پہونچی کہ وہ اوکو اپنا دشمن جاننے لگے اور وہ اونکو اور مدرسہ کے کاروبار میں خرابی واقع ہونے لگے ہرچند ہر دو فریق کی صفائی چاہی مگر نہ ہوئی اس معاملہ میں حضرت حاجی صاحب بہت طبیعت برداشتہ ہوگئے تھے کہ اونہیں روزوں میں اتفاقاً مولوی فضل الرحمن صاحب نے اپنے مکان کی دیوار توڑکر جامع مسجد کی جائے افتادہ کیطرف کھڑکی کھول لی جس سے شہر میں بہت شور وغل مچا اور فساد ہوا اور عدالت دیوانی میں نالش کیگئی اوسوقت حضرت کی اور بھی طبیعت برداشتہ ہوئی اور مدرسہ ومسجد کے اہتمام سے استعفا دیدیا اور خود پیران کلیر شریف بحضور مخدوم صاحب چلے گئے مگر اہل شوریٰ نے آپکا پیچھا نہ چھوڑا اور پہونچے اور عرض کیا کہ آپ اہتمام جسکو چاہیں سپرد کردیں مگر مدرسہ کے سرپرست رہیں اوسوقت آپ نے بمشورہ اہل شوریٰ منشی فضل حق صاحب کو کہ جو مرید خاص مولوی محمد قاسم صاحب ورفیق خاص اہل شوریٰ تھے مہتمم کیا اور خود بھی اہل شوریٰ میں برائے مزید احتیاط شامل رہے بعد چند روز کے آپ نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا اور ماہ رجب میں بہت بڑے قافلہ کے ساتھ معہ صاحبزادگان وپیرجی محمد انور صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے احقر کو جمعہ کی مسجد میں رہنے کا حکم دیا آپکے تشریف لیجانے کے بعد پھر مدرسہ میں جھگڑا ہوا کہ منشی فضل حق صاحب

مہتمم اور مدرسین میں وہ چلی کہ جسکی حد نہ رہی اس فساد نے بہت طول کہینچا غرض جب حضرت حاجی صاحب
حج سے واپس دیوبند آئے تو ہردو فریق نے اپنا اپنا قصہ بیان کیا اور جو کچھہ شکایات وعذرتہے پیش کئے
آپ کئی روز خاموش رہے اور سب کی سنتے رہے کئی روز بعد آپ نے اہل شوریٰ واہل شہر کو سمجھایا مگر فساد
رفع نہوا آخرکار آپ قطعی مدرسہ کے کاروبار سے علیحدہ ہوگئے اور فرمایا کہ اب للٰہیت نہ رہی بلکہ نفسانیت
آگئی فقیر کو ان باتوں سے کیا غرض اور نہ میں شہر والوں سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ شوریٰ نہیں بڑہائی
جاویگی تم کون ہو کیونکہ میں اس مدرسہ کے بارہ میں اونسے بھیک مانگی ہے اس واقع کا تمام حال مفصل
لکھا ہوا رسالہ فساد پیرایہ شریعت میں ہے جو صاحب دیکھیں گے طرفین کی غلطی اور خطا کو سمجھہ
جاوینگے یہاں پر فقط بیان حالات مقصود ہے الحاصل اگرچہ حاجی صاحب کو مدرسہ ومسجد کا کاربار
رہا مگر اوقات کے ہمیشہ اس طرح پابند رہے کہ ایک بجے شب کے اوٹہنا اور درد ومعمول میں مشغول رہنا
اور پہر مکان سے آکر اول وقت صبح کی نماز جماعت سے پڑہکر حجرے میں آٹہہ بجے تک رہنا بعدہ
باہر آکر مخلوق خدا کو دس بجے تک فیض پہونچانا اسمیں جو کوئی خواستگار بیعت کا ہوا بیعت کیا
تعویذ کے خواہاں کو تعویذ دیا اور ذکر واشغال دریافت کرنے والیکو ذکر واشغال بتلائے اس وقت میں
آپکے پاس مدام مجمع کثیر رہتا ہے۔ ہر ادنیٰ واعلےٰ کا اسیوقت میں کام کرکے فارغ ہوجاتے ہیں اگر کسی کا
زیادہ کام ہوا تو فرمادیا کہ ٹہرو چنانچہ آپ کے ہاں مہمان داری کی بہت کثرت رہتی ہے اور ہر مہمان کی
اچھی طرح خاطر تواضع ہوتی ہے آپ کا فقط توکل پر گذر ہے اسی طرح سے آپ کو چوالیس برس چہتہ کی مسجد
میں بیٹھے بیٹہے ہوگئے کبھی نماز آپ کی قضا نہیں ہوئی بلکہ سوا چہتہ کی مسجد کے اور کہیں نہیں ادا کرتے جو
وقت جس کام کا آپنے مقرر کرلیا وہ کام اوسیوقت پر ہوتا ہے پیشتر بعد دس بجے کے ہمیشہ مسجد ومدرسہ
کے کاروبار کو ملاحظہ فرماتے اور پہر کہانا کہاکر قریب ساڑہے گیارہ بجے کے حجرے میں آکر سوجاتے تہے
اب بہی یہی معمول ہے کہ دس بجے مکان تشریف لیجاتے ہیں اور گیارہ ساڑہے گیارہ بجے آکر حجرے
میں سوجاتے ہیں بعد نماز ظہر حجرے میں بیٹھکر خطوط وغیرہ جو بکثرت آتے ہیں اونکے جواب تحریر فرماتے
ہیں کچھہ جواب آپ دست خاص سے ارقام فرماتے ہیں اور کچھہ آپ کے بڑے صاحبزادے تحریر
فرماتے ہیں پہلے صاحبزادہ صاحب سے منشی محمد شفیع صاحب جو آپکے ملازم تہے بموجب ارشاد حضرت جواب
خطوط تحریر کرتے تہے اور اوسوقت میں بہی جو اہل غرض آتے ہیں اونکا بہی کام کرتے رہتے ہیں پہر

بعد نماز عصر باب فیض وا ہوتا ہے اور ہر ادنیٰ واعلےٰ اپنے اپنے مطالب ومقاصد میں کامیاب ہوتے
ہیں بعد نماز مغرب نوافل وختم خواجگان وغیرہ سے فراغ حاصل کرکے جو کوئی مرید یا مہمان ہوا اوس سے
باتیں کرتے ہیں سابق میں تو آپ ہمیشہ جمعرات وپیر کو حلقہ کرتے تہے مگر اب بوجہ ضعف کے نہیں ہوتا
اور کچھہ یہ بہی سبب ہوگیا تہا کہ پیرجی محمد انور صاحب آپکے بڑے خلیفہ پیر وجمعرات کو حلقہ کرتے تہے لوگ
وہاں جمع ہوتے تہے عشا سے پہلے کچھہ کہانا کہاتے ہیں اور بعد نماز عشا مکان کو تشریف لیجاتے ہیں
اور جو مستورات آپکے مکان پر جمع ہوتی ہیں اونکا کام کرتے ہیں اور قریب گیارہ بجے کے سوتے ہیں
اور اگر کوئی آسیب زدہ آگیا تو قریب بارہ بجے کے سوتے ہیں پیشتر ایسے عمل قبل عشا کیا کرتے تہے چونکہ
ایک مرتبہ آپ ایک جن سے کچھہ گفتگو کرنے لگے نماز عشا میں کچھہ دیر ہوئی جماعت کے واسطے آدمی منتظر
رہے اوسی روز سے ایسے عمل بعد عشا کرتے ہیں اور وہ قصہ اسطرح ہوا تہا کہ ایک رسالدار مع اپنی اہلیہ
کے خدمت میں حاضر ہوا عرض کی میری زوجہ بارہ برس سے بیمار ہے صدہا طرح کے علاج کئے مگر کوئی
فائدہ نہوا کوئی آسیب بتلاتا ہے اور کوئی کچھہ بیماری بارہ برس سے صورت حمل بہی اسطرح نمایاں ہے
کہ گویا چار ماہ کی امید ہے دائی بہی کہتی ہے کہ ضرور حمل ہے آپ اسکا علاج کردیجئے آپنے فرمایا کہ ٹہرو
انشاء اللہ شب کو بعد مغرب اسکا بندوبست کیا جاویگا بعد مغرب آپنے ایک نقش حاضر ہونے جنات
کا روشن کیا اور اس عورت کے روبرو رکہوایا نقش کا روشن کرنا تہا کہ آندہی اس زور سے آئی کہ سب
گہبراگئے یہ معلوم ہوتا تہا کہ تمام مکان گرجائیں گے اور چہپر ٹوٹے جاتے ہیں مگر نقش روشن رہا تہوڑی
دیر بعد اس عورت نے ایک بہت بڑی قہر آمیز آواز سے کہا کہ مجکو کیوں طلب کیا ہے کیا تم مجکو نہیں
جانتے کہ میں جنوں کا امیر ہوں اور میرے ساتہہ بہت بڑا لشکر ہے میں ابہی جو چاہوں سو کرڈالوں حاجی
صاحب نے بمتانت فرمایا کہ یہ سب درست ہے آپ کو اسواسطے بلایا ہے کہ آپ اس عورت کو کیوں
ستاتے ہیں جو کچھہ اس سے قصور ہوا ہو معاف کردو جواب دیا کہ ہرگز نہیں آپ انصاف نہیں کرتے کہ
اس عورت نے میرے اوپر کسقدر ظلم کیا ہے کہ میرے بارہ برس کے لڑکے کو اسنے مار ڈالا ہے حاجی صاحب
نے فرمایا کیونکر کہا میرا لڑکا اکثر بلی کی صورت میں سیر کرتا ہوا پہرا کرتا تہا ایک روز اسکے گہر چلا گیا اسکا
طوطا اوسکو دیکہکر پہڑکا اس عورت نے اوسکو مار ڈالا اوس روز سے مجکو اسپر غصہ ہے مگر مسلمان جانکر
زیادہ تکلیف نہیں دی حاجی صاحب نے کہا کہ اب آپ اسکا قصور معاف کردیں کہا ہرگز نہیں اور پہر

غصہ ہوکر کہا کہ حاجی صاحب آپ مجکو رخصت کیجیے میں جماعت عشاء سے محروم رہجاؤنگا حاجی صاحب نے فرمایا کہ میں بھی نماز
کو جاؤنگا آپ مسلمان ہیں اور یہ بھی مسلمان ہے آپ اسکا قصور معاف ہی کردیں بشر سے غلطی بھی ہوجاتی ہے کہا اچہا
آپکے فرمانے سے معاف کیا تقش گل کردیا اور آپ نماز کو چلے گئے بعد نماز یہ قصہ اس عورت سے دریافت کیا تو اوسنے
کہا کہ واقعی یہی بات ہے علی الصباح وہ عورت تندرست ہوکر اپنے مکانکو واپس گئی اور بعد چہ ماہ کے اسکے لڑکا پیدا ہوا
تو وہ شیرنی لیکر دیوبند آئی اور حاجی صاحب سے بہو مرد و زن بعیت ہوے۔ ایکمرتبہ میاں رحمت اللہ شاہ صاحب دیوبند آئے
اور پٹھان پورہ کی مسجد میں ٹہیرے دوسرے روز حضرت کیخدمت میں حاضر ہوے اور بیٹھکر چلے گئے کئی روز تک ایسا ہی رہا
ایک روز حضرت نے فرمایا کہ یہاں کیسے آنا ہوا عرض کیا کہ مجھکو کچھ علیحدہ عرض کرنا ہے فرمایا کہ حجرہ میں آجاؤ انہوں نے حجرہ
میں جاکر اپنی تمام سرگذشت سنائی کہ میں بہاولپور کے قریب کا رہنے والا ہوں اور آزاد ہوں اور حاجی کنار صاحب سے
مرید ہوں مدت تک انکی خدمتمیں رہا اور اللہ اللہ کرتا رہا اور اکتالیس چلے بھی کرائے مگر مجھے کوئی نفع نہ ہوا اب
کئی سال ہوے کہ حاجی صاحب کا انتقال ہوگیا جب سے میں سب جگہ مارا مارا پہرتا ہوں کوئی جگہ اور کوئی درویش نہیں
چہوڑا جہاں میں نہ گیا مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی اب مجکو خواب میں آپکی خدمتمیں حاضر ہونیکی بشارت ہوئی ہے اسواسطے حاضر
ہوا ہوں آپنے فرمایا کہ ٹہیرو تمہاری نسبت مجکو بھی اشارہ ہوا ہے چنانچہ وہ قریب چہ ماہ کے پٹھان پورہ کی مسجد میں
رہے اور کامیاب ہوکر اور خلافت نامہ لکہواکر کہ جسپر پیرجی محمد انور صاحب خلیفہ اول کے بھی دستخط اور مہر ہوے ملک بہاولپور
کو چلے گئے ایسے ایسے قصے بہت ہیں مثلاً داروغہ نورالدین کا خون کا مقدمہ یا رئیس کلاسپور کی ریاست و خون کا مقدمہ
یا کنور محمد عبدالعلیم خان صاحب رئیس چہتاری کے مقدمے یا رئیس منصورپور کا مقدمہ یا رئیس فرخ نگر کا مقدمہ انکا بعیت
ہونا یا حافظ عبدالرحیم کا بریلی کا مقدمہ یا محمد قاسم حسین کی تحصیلداری اور ہنود مظفر نگر کا یا جو درویش فیضیاب ہوے
یا آپکی دعا سے اولاد کا ہونا بچوں کا زندہ رہنا روزگار ملنا یا ہر رمضان شریف میں آپکا عام لنگر خانہ یا ہر تاریخ وصال
بزرگان پر نیاز کا ہونا جو کرامتیں آپ سے ظہور میں آئیں اور آرہی ہیں انشاء اللہ تعالےٰ پہر لکہی جاوینگی اب مقصود فقط
میاں جی صاحب مختار رحمۃ اللہ کے فرمان کا اظہار تہا

اب احقر خدا سے پناہ چاہتا ہے کہ جہاں کہیں میرا قدم لغزش کرگیا ہو یا قلم سے کچھ خطا ہوئی ہو اور نیز اپنی عمل کرنیمیں خود قصور کیا ہو
اور نیز اس خطرہ سے جو وقت کتاب لکہنے کے خود آرائی کیطرف گیا ہو ہم پر وبال نکرے کیونکہ وہ جواد کریم اور غفورالرحیم ہے

دعاء خاتمہ

الہی میں ہوں اک بندہ گنہگار + بداعمال و بدافعال و سیہ کار + مگر بڑا انتہا ہے فضل تیرا + تو کیجیو خاتمہ بالخیر میرا +
تصدق انبیاؤ اتقیا کا + تصدق اولیاؤ اصفیا کا + گناہوں کی سیاہی دور کردے + نکوکاری سے دل پرنور کردے

تمہ رحمت کی کر اپنے کرم سے + چھڑا دے دین اور دنیا کے غم سے + نہو غیر کی دل میں محبت + الہی دے بدل ذلت سے عزت
اغثنی یا غیاث المستغیثین + بحق مصطفے ختم النبیین

شجرۂ طیبہ پیران ہر چہار خاندان رضوان اللہ علیہم اجمعین ؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرۂ طیبہ پیران عظام چشتیہ صابریہ قدوسیہ عابدیہ رضی اللہ عنہم اجمعین

یا الہی از طفیل مصطفےٰ +
آنکہ بصری گشت مشہور زمن
و ز طفیل ترک شاہی جہان
و ز طفیل بوحذیفہ المرعشی
و ز ابو اسحق شامی اہل جنت
و ز طفیل ناصرالدین خوشخصال
و ز طفیل جہاں عالیجناب
ماحی کفر و ضلال اہل ترند
حضرت خواجہ معین الدین حسن
کاں رسید از جانب سبحان لقب
و ز طفیل آں فرید دو جہاں
شہرۂ آفاق مثل طشت بام
آنکہ نامش حرز جان بیدلاں
چہرۂ ایمان و جاں گلگوں کند

و ز طفیل حیدر خیبر کشار
و ز طفیل عبدالواحد ابن زید
و ز طفیل اختیار خشک نان
و ز طفیل بوہبیرہ بارضا
و ز ابو احمد جناب نیک گشت
و ز طفیل شیخ مودود غنی
خواجہ عثمان ہارونی خطاب
و ز طفیل جہد آں عالی ہمم
سنجری مشہور و معروف زمن
قطب الدین آں قطب دین احمدی
فیض بخش عام و فیاض زماں
و ز پے مخدوم ربّ خاندان
قوت واہلے ہر پیر و جواں
آنکہ چرخ معرفت را آفتاب

و ز طفیل حضرت خواجہ حسن
و ز فضیل ابن عیاض با امید
شیخ ابراہیم ادہم متقی
و ز طفیل شیخ ممشاد علا
و ز طفیل بو محمد باکمال
و ز پے حاجی شریف زندنی
و ز طفیل حضرت سلطان سعید
کو نمودہ مذہب باطل بہم
و ز طفیل آں جناب اہل کاک
محو و مستغرق بذات سرمدی
آں فریدالدین شکر بار نام
حضرت مخدوم نور دو جہان
الفت او حب حق افزوں کند
آفتاب از در گہ او نور یاب

گلشن و باغِ شریعت را بہار
مرہمِ تسکین زخمِ سینہ ہا
حضرتِ مخدوم صابر پاک ذات
آنکہ شمس الدین ست آں عالیمکاں
وز پئے مخدوم عارف عبد الحق
وز جلال الدین تھانیسر وطن
وز نظام الدین بلخی خوش یقیں
وز طفیل رفتن آں خوشخرام
وز محمد صادقِ محبوب خود
با خدا و با رضا و با صفا
وز طفیل حضرتِ شیخ جمال
وز غلامِ با عالی عالی صفات
آں امیر الدین امیر دیں پناہ
وز پئے آں مقتدائے عارفاں
آں امامِ پیشوائے سالکاں
آں محمد بخش معروفِ زماں
آں حسن آں عین سرِ باب علم
آں حسن آں مرجع شاہ و گدا
وز طفیلِ حضرتِ شیخ کریم
علم و حلم و زہد در جود و عطا
وز طفیل حضرت عابد حسین
از درش خورشید با شد نور یاب
شمع بزمِ عابداں را نور از و

بزمِ عرفاں را از و صد افتخار
راحت و آرام خاطر تفتگاں
وز ترگ پانی پتی والا صفات
وز جلال الدین کبیر الاولیا
وز محمد عارف احمد عبد حق
وز پئے فیضان ہر یکے از دار
وز طفیلِ بو سعیدِ مرد دیں
از سوئے بلخ آمدن با سرِ یار
وز پئے فرزند دلبندش کہ شد
وز طفیل شاہی شاہ غریب
آنکہ قطبش ساخت فضلِ لایزال
وز طفیل پیشوائے عاشقیں
آنکہ فردوس برینش خیمہ گاہ
آں امامِ نیک سیرت شیر دل
آں امامِ واقفِ سرِ نہاں
آں حسن آں مرکزِ اقطاب دور
آں حسن آں آفتاب علم و حلم
وز طفیلِ اتباعِ ہر یکے
آنکہ بخشش ساختش بخش عظیم
کاں کریم بخش نامی نام اوست
عاشقاں را عارفاں را نور عین
آنکہ فیضِ باطنش جانِ دہر
متقیانِ جہاں مسرور از و

آں علاجِ دردمندِ لا دوا
باعثِ تسکین ہا دل رفتگاں
آں ضیائے روشنی کون و مکاں
وز طفیل عبد حق اہل رضا
وز پئے عبد القدوس نیک فن
وز طفیلِ دردِ ہر یک کامگار
وز طفیلِ جہد آں عالیمقام
آنکہ نقشش پاش را صد جان نثار
حضرتِ شیخ محمد با خدا
وز محمد اعظم عالی نصیب
وز پئے شاہِ محمد با حیات
باعثِ تزئین زیب فخر دیں
وز پئے شیخ امام واصلاں
آں نہفتہ کیمیا در زیرِ گل
وز حسن آں راحت جان جہاں
آں حسن غوثِ زماں با زور و شور
آں حسن آں مصدرِ فیض خدا
اتباع و اتقائے بے شکے
در کمال و فضل صبر و اتقا
آنکہ ورد وش ہر زماں شد نام دوست
آنکہ نورِ معرفت را آفتاب
بیدلاں را ذوقِ عرفانی دہد
از جمالِ روئے او یادِ خدا

ہر دے دارد با خلاص و صفا
ہر دلِ از لطف فیضش باغ باغ
در جہاں او ہست با عیش و مراد

مظہرِ اسرارِ حق در ذات او
بزمِ عرفاں را از و روشن چراغ
از شرابِ عشق خود سرشار کن

مطلع انوار حق آیات او
ہر کہ دارد با صفاتش اعتقاد
قلب ما را واقف اسرار کن

وز طفیل وصف اہل صابرے ❀ کن عطا یم ذوق وصف قادرے

شجرہ پیران عظام قادریہ قدوسیہ عابدیہ رضی اللہ عنہم اجمعین

یا الٰہی از طفیل مصطفٰے
آنکہ بصری گشت مشہور زمن
وز پئے داؤد طائی نیک رو
وز سری سقطی شہ عالی نسب
وز طفیل عبد واحد بن عزیز
آنکہ طرطوسی است مشہور زماں
وز طفیل بو سعید خوش لقا
وز پئے آں مقتدائے اتقیا
وز طفیل رہنمائے روزگار
بیکساں و عاجزاں را دستگیر
ظلمتِ عصیاں ز قلبم دور کن
ہست کاں مشہور مثل طاقت بام
سینہ ام را مطلع انوار کن
سینہ ام را مصدر امید ساز
از طفیل بو المکارم فاضلے
خوش مزاج و خوش خیال و خوش لقا

وز طفیل حضرت مشکلکشا
وز حبیب العجمی شیخ نجیب
نیک خصلت نیک سیر نیک خو
وز پئے شیخ جنید مرد دیں
حضرت والا لقب عالی تمیز
وز طفیل بو الحسن قرشی علی
آنکہ مخزومی است با نور و ضیا
وز پئے آں زبدہ انوار حق
وز پئے محبوب رب کردگار
وز پئے سید محی الدین نام
از ولائے مہر خود معمور کن ❀
شمس دین ثانی عالی نصب
سینہ ام را مجمع اسرار کن
وز برائے شیخ قطب الدین ولی
وز طفیل شیخ عبید کاملے
وز جلال الدین بخاری با صفا

وز طفیل حضرت خواجہ حسن
کن مرا جام مئے وحدت نصیب
وز پئے معروف کرخی خوش لقب
وز پئے بو بکر شبلی خوش یقیں
وز پئے بو الفرح سلطان جہاں
آنکہ ہنکاری است و طلعتش منجلی
وز پئے شیخ امام اولیا
وز پئے آں قدوۂ اسرار حق
وز طفیل حضرت پیران پیر
بو محمد عبد قادر خوش کلام
وز پئے حداد شمس الدین نام
نام شمس الدین علی افلح لقب
سینہ ام را غیرت خورشید ساز
واقف سر جلی و ہم خفی
وز عبید ابن عیسےٰ شاہ دیں
کن مرا جام مئے وحدت عطا

وز بمخدوم جہانیاں جہاں
وز بسید بدہن صاحب ضیا
وز برائے عبد قدوس زمن
تا محمد عابد والاکمال

واقفم گرداں ز سرِ کن فکاں
وز بہ درویش محمد نیک زاد
وز جلال الدین تہانیسر وطن
از طفیل وز برائے اہل درد

وز بسید اجمل فرخ لقا
آں شہِ ملکِ بقا پاک نہاد
از جلال الدین رب ذوالجلال
دہ مرا توفیق حب سہرورد

شجرہ پیران عظام سہروردیہ قدوسیہ عابدیہ رضی اللہ عنہم اجمعین

یا الٰہی از طفیل مصطفےٰ
آنکہ بصری گشت مشہور زمن
وز پئے داؤد طائی نیک رو
وز سری سقطی شۂ عالی نصب
وز پئے شیخ احمد لمعان نور
وز ضیاء الدین ضیائے دیں تمام
وز بہاؤ الدین ذکریا حسن
وز برائے شیخ رکن الدین علے
وز بہ مخدوم جہانیاں جہاں
وز بہ سید بدہن صاحب یقیں
وز برائے عبد قدوس زمن
تا محمد عابد والاکمال

وز علی مرتضےٰ خیبر کشا
وز حبیب العجمی شیخ نجیب
نیک سیرت نیک خصلت نیک خو
وز پئے شیخ جنید مرد دیں
وز محمد محترم شمعان نور
در شہاب الدین شیخ سہرورد
آنکہ ملتانی ست معروف زمن
وز جلال الدین باشان و جلال
رازدار کنت کنزاً بیگماں
وز بہ درویش محمد نیک زاد
وز جلال الدین تہانیسر وطن
از برائے آں جلیل ارجمند

وز طفیل حضرت خواجہ حسن
کن مرا جام مئے وحدت نصیب
وز پئے معروف کرخی خوش لقب
وز بہ ممشاد علوی خوش یقیں
وز پئے شیخ وجیہ الدین امام
رہنما و پیشوائے اہل درد
وز برائے شیخ صدرالدین ولے
داشت با اخلاق عالم اتصال
وز بسید اجمل سلطان دیں
آں شہ ہر دو جہاں پاکی نژاد
از جلال الدین رب ذوالجلال
دہ مرا توفیق وصف نقشبند

شجرہ پیران عظام نقشبندیہ قدوسیہ عابدیہ رضی اللہ عنہم اجمعین

یا الٰہی از برائے مصطفےٰ
حضرت سلمان اعلےٰ خوش یقیں
وز پئے شیخ سلطان بایزید

وز پئے بوبکر با صدق و صفا
وز محمد قاسم عالی ہمام
وز برائے بوالحسن مرد سعید

از برائے قدوۂ ارباب دیں
وز طفیل جعفر صادق امام
وز ابو القاسم نصیر آبادی کا